ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
7
www.tanzeem.org
12 تا 18 فروری 2013ء / 30 ربیع الاوّل تا 6 ربیع الثانی 1434ھ

اس شمارے میں

مالی: سفید فام بربریت کا اگلا نشانہ

نبی اکرم ﷺ اور غلبۂ دینِ اسلام

مکی سورتوں کی دعوت کا خلاصہ

کیا تیاری ہے؟

عاصمہ جہانگیر کو نگران وزیرِ اعظم بنانے کی تجویز: مخالفت کا سبب کیا ہے؟

اسلامی انقلاب کے تقاضے اور ڈاکٹر طاہر القادری

ایک فحش تہوار کی ترویج کیوں؟

معاشی توازن کا اہتمام

حضور اکرم ﷺ نے جو انقلاب برپا فرمایا، اسے جہاں اخلاقی قدروں کے فروغ سے تقویت پہنچائی اور اخلاقِ رذیلہ کے استیصال سے اسے پاک و مطہر کیا، وہاں اس میں معاشی توازن بھی قائم کر کے انسان کی بنیادی ضروریات کا پورا پورا اہتمام کر دیا...... اسلامی انقلاب برپا کر کے حضور ﷺ نے انسانی زندگی میں اشیاء و اقدار کی ترکیب و ترتیب اسلامی اور اخلاقی اصولوں کے مطابق درست کر دی۔ لوگوں کے سیاسی، معاشی، سماجی، معاشرتی، انفرادی اور اجتماعی بے شمار مسائل موجود تھے۔ لیکن حضور ﷺ نے سب سے پہلے انسان کی ہدایت کا مسئلہ حل کیا۔ اس کے سفرِ زندگی کے لیے صراطِ مستقیم مہیا کیا، اور جب یہ مسئلہ حل ہو گیا تو انسانی زندگی میں ہر شے کا اصلی مقام اسے مل گیا۔ ہر مسئلے کی حقیقی اہمیت متعین ہو گئی اور اسلام کے تصورِ زندگی نے غیر طبعی اور غیر حقیقی مسائل کے ابھار کو صحت مندی کے ساتھ اعتدال کے مقام پر لا کھڑا کیا۔ چنانچہ انسانی زندگی میں مسئلہ معاش کی اہمیت بھی اسی قدر رہی جس قدر اس مسئلہ کی انسانی مقصدِ زندگی کے اندر عقیدۂ ربوبیتِ الٰہی کے ساتھ طبعی طور پر اہمیت مقرر اور متعین ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلامی نصب العین رکھنے والی با مقصد زندگی میں مسئلہ معاش کی وہ ہمہ ہمی ممکن نہ تھی جو شور و غوغا بے مقصد حیوانی زندگی میں یہ مسئلہ پیدا کر دیتا ہے...... اسلام میں خدا کی پرستش کے سوا کسی شے کی پرستش نہیں ہے اور زر پرستی کا شائبہ بھی جس فرد میں پایا جائے اس کا مقام سارے معاشرے میں پست ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ زر پرستوں نے کبھی کسی تحریک کا ساتھ نہیں دیا اور نہ ہی ان کے کردار میں کبھی اتنی مضبوطی پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ کسی بلند نصب العین کے لیے حوادث اور آزمائشوں کی کٹھکیو برداشت کریں۔

رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب
سید اسعد گیلانی

سورۃ یوسف

(آیات: 90 تا 95)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ۝ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝
اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ
يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝

آیت 90 ﴿قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ﴾ ”انہوں نے کہا: تو کیا آپ یوسفؑ ہیں؟ یوسفؑ نے فرمایا: ہاں! میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔“

﴿قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾ ”اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ یقیناً جو شخص تقویٰ کی روش اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ایسے نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔“

آیت 91 ﴿قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ۝﴾ ”انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ نے آپؑ کو ہم پر فضیلت بخشی ہے اور یقیناً ہم ہی خطا کار تھے“

یقیناً ہم خطا کار ہیں' بلاشبہ ظلم و زیادتی کے مرتکب ہم ہی ہوئے تھے۔

آیت 92 ﴿قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ﴾ ”یوسفؑ نے فرمایا: آج کے دن تم لوگوں پر کوئی ملامت نہیں۔“

یہ اس قدر معمولی بات نہیں تھی جسے اس ایک فقرے میں ختم کر دیا جاتا' مگر حضرت یوسف علیہ السلام کی شخصیت کے ترفع اور اخلاق کی عظمت کی دلیل ہے کہ آپؑ نے اپنے ان خطا کار بھائیوں کو فوراً غیر مشروط طور پر معاف کر دیا۔

یہاں یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے مخالفین کو' جن کے جرائم کی فہرست بڑی طویل اور سنگین تھی' معاف کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے اسی قول کا تذکرہ کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: ((اَنَا اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِيْ يُوْسُفُ : لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ)) ”میں آج (تمہارے بارے میں) وہی کہوں گا جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے (اپنے بھائیوں سے) کہا تھا: (جاؤ) تم پر آج کوئی گرفت نہیں ہے!“

﴿يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝﴾ ”اللہ تمہیں معاف کرے' اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔“

آیت 93 ﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ﴾ ”تم میری یہ قمیص لے جاؤ اور (جا کر) اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دو' آپؑ کی بصارت لوٹ آئے گی۔“

﴿وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝﴾ ”اور تم لے آؤ میرے پاس اپنے تمام اہل خانہ کو۔“

آیت 94 ﴿وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝﴾ ”اور جب قافلہ چلا (مصر سے تو) ان کے والد نے فرمایا: مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے' اگر تم لوگ یہ نہ کہو کہ میں سٹھیا گیا ہوں۔“

یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ جونہی حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر قافلہ مصر سے چلا اسی لمحے کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی خوشبو پہنچ گئی۔ مگر اس سے پہلے ایک طویل عرصے تک آپؑ نے اپنے بیٹے کے ہجر میں رو رو کر اپنی آنکھیں سفید کر لیں' مگر یہ خوشبو نہیں آئی۔ اس سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے کہ کوئی نبی ہو یا ولی' کسی معجزے یا کرامت کا ظہور کسی بھی شخصیت کا ذاتی کمال نہیں ہے' بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ وہ جس کو' جس وقت جو علم چاہے عطا فرما دے یا اس کے ہاتھوں جو چاہے دکھا دے۔ جیسے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسجد نبویؐ میں خطبہ کے دوران اللہ تعالیٰ نے شام کے علاقے میں واقع اس میدانِ جنگ کا نقشہ دکھا دیا جہاں اُس وقت اسلامی افواج برسرِ پیکار تھیں' اور آپؓ نے فوج کے کمانڈر ساریہ کو ایک حربی تدبیر اختیار کرنے کی بآوازِ بلند تلقین فرمائی۔ جناب ساریہ نے میدانِ جنگ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی اور آپؓ کی ہدایت پر عمل کیا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اختیار تھا کہ جب چاہتے ایسا منظر دیکھ لیتے۔

آیت 95 ﴿قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝﴾ ”انہوں (گھر والوں) نے کہا: اللہ کی قسم! آپؑ تو اپنے اسی پرانے خبط ہی میں مبتلا ہیں۔“

آپؑ کو شروع ہی سے یہ وہم ہے کہ یوسفؑ زندہ ہے اور آپؑ کو اس کے دوبارہ ملنے کا یقین ہے۔ یہ آپؑ کے ذہن پر اسی وہم کے غلبے کا اثر ہے جو آپؑ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ وہی پرانے خیالات یوسف کی خوشبو بن کر آپ کے دماغ میں آ رہے ہیں۔

ادار یہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مالی: سفید فام بربریت کا اگلا نشانہ

طاقت اور قوت کا ظلم اور زیادتی سے ایک گونہ تعلق ضرور ہے۔ یعنی کسی فرد‘ گروہ‘ قوم اور ملک کے پاس قوت ہو اور وہ ظلم و زیادتی سے مکمل اجتناب کرے، تاریخ میں اس کی مثالیں انتہائی قلیل ہیں۔ یقیناً ایسے صالح اصحاب اقتدار تاریخ کا حصہ ہیں جنہوں نے انصاف اور مساوات کی ایسی تابناک مثالیں قائم کیں کہ انسانیت ان پر فخر کرتی ہے۔ تاریخ کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو انتہائی دیانت داری سے یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ان صالح مقتدر حضرات کی اکثریت کا تعلق اسلام سے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حلم اور نرم دلی کے حوالہ سے انبیاء و رسل میں بھی ممتاز نظر آتے ہیں۔ اندازہ کیجیے کہ اُن کے حلم‘ عاجزی اور انکساری اور اس عفوو درگزر کا کہ فرماتے ہیں ’’اگر کوئی تمہارے ایک رخسار پر تھپڑ مارے تو اس کے آگے اپنا دوسرا رخسار کردو۔‘‘ تاریخ گلا پھاڑ پھاڑ کر اور چیخ چیخ کر بتاتی ہے کہ اپنے آپ کو ان کا پیروکار کہنے والے عیسائی یا مسیح یا نصرانی جو بھی انہیں کہا جائے وہ تاریخ انسانی کی ظالم ترین قوم ہے۔ جہاں کہیں بھی انہیں فتح حاصل ہوئی انہوں نے عام شہریوں کو بھی معاف نہ کیا‘ خون کی ندیاں بہا دیں اور مفتوحین کا قتل عام کیا۔ ہم تاریخ کے حوالے سے زیادہ گہرائی میں نہیں جاتے اور ماضی بعید کو نہیں کریدتے کہ بات بہت طویل ہو جائے گی۔ انیسویں صدی کے آغاز میں جب یورپ کے مختلف ممالک صنعتی انقلاب اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کے باعث عسکری لحاظ سے طاقتور ہوئے تو دنیا بھر میں انہیں فتوحات حاصل ہوئیں۔ برطانیہ کو وہ عروج حاصل ہوا کہ کہا جانے لگا کہ انگریز کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا۔ ہندوستان نے بھی انگریزوں کی حکمرانی کا مزہ چکھا۔ ہفت روزہ کی تنگ دامنی حائل ہے، ان مظالم کی تفصیل کا عشر عشیر بھی شائع نہیں کیا جا سکتا۔ دیگ سے چاول کا ایک دانہ چیک کیا جاسکتا ہے۔

1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد انگریز نے بعض علماء کرام کو بھی گرفتار کیا تھا، انہیں درخت سے الٹا لٹکا دیا گیا اور نیچے اس طرح آگ جلائی گئی کہ وہ ان کے سر تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ رات بھر میں آہستہ آہستہ انسان روسٹ ہو جاتا۔ اسی برطانیہ کا اور ان ہی انگریزوں کا میل کچیل کسی زمانے میں امریکہ بدر ہوا تھا۔ یہ دنیا کی بدقسمتی تھی اور انسانیت کے لیے شرمناک حقیقت کہ یہ امریکہ جنگ عظیم دوم کے بعد دنیا میں ایک سپر طاقت کی حیثیت سے ابھرا۔ پھر سوویت یونین کی شکست وریخت نے اسے دنیا کی سپریم پاور بنا دیا۔ یعنی اب اس کا کوئی ہم پلہ حریف نہیں تھا۔ گریٹ بریٹن اب اس کی دم بن گیا۔ تقریباً سارے یورپ نے امریکہ کے سائے تلے پناہ لے لی تھی، کسی نے خوشی سے اور کسی نے مجبوری سے۔ امریکہ نے اپنی عالمی حکمرانی کے 70 سالہ دور میں ازحد خون بہایا ہے اور بے شمار انسانی جانیں تلف کی ہیں۔ اس سفاکی کا آغاز ہیروشیما اور ناگا ساکی سے ہوا اور یہ قتل و غارت آج تک جاری ہے۔ یہ بڑی آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ ان 70 سالوں میں کھلی جنگوں میں اور پوشیدہ کارروائیوں میں انسانوں کا جتنا قتل عام ہوا ہے وہ ماضی میں ممکن ہی نہ تھا۔ اب اس عفریت نے، اس درندگی نے، اس بربریت اور وحشی پن نے افریقہ کے ایک پسماندہ ملک مالی کا رخ کیا ہے۔ مالی چونکہ فرانس کے قریب ہے اور ماضی میں اس کی کالونی رہ چکا ہے، لہٰذا مالی کے مسلمانوں کے قتل عام کے لیے فرانس کو آگے کیا گیا ہے یا معدنی وسائل کی لوٹ مار کے لیے اس نے خود آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مالی چونکہ ایک پسماندہ اور پاکستانیوں کے حوالہ سے ایک دور افتادہ ملک ہے، لہٰذا ہمارے قارئین کی اکثریت کی شناسائی نہیں۔

مالی افریقہ کا ساتواں بڑا ملک ہے۔ یہ land locked ہے یعنی سمندر سے سرحدوں کا براہِ راست کوئی ملاپ یا راستہ نہیں۔ اس کے شمال میں الجزائر، جنوب میں آئیوری کوسٹ، مشرق میں نائیجر، مغرب میں سینیگال اور موریطانیہ اور جنوب مغرب میں گنی واقع ہے۔ آب و ہوا گرم خشک ہے اور خشک سالی کی وجہ سے بہت غربت ہے۔ لیکن یہ ملک زیر زمین معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ اسی وجہ سے امریکہ اور یورپ کی رال ٹپکتی ہے۔ یہاں سونے‘ یورینیم اور فاسفیٹ کے وسیع ذخائر ہیں۔ آبادی نوے فیصد مسلمانوں پر مشتمل ہے، ایک

تا خلافت کی بنا‘ دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان‘ نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

12 تا 18 فروری 2013ء — جلد 22
30 ربیع الاول تا 6 ربیع الثانی 1434ھ — شمارہ 7

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد‘ **طابع:** رشید احمد چودھر

مطبع: مکتبہ جدید پریس‘ ریلوے روڈ‘ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے‘ علامہ اقبال روڈ‘ گڑھی شاہو‘ لاہور-54000

فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131

E-Mail: markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے‘ ماڈل ٹاؤن‘ لاہور-54700

فون: 35869501-03 فیکس: 35834000

publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 450 روپے

بیرونِ پاکستان

انڈیا ---------------- (2000 روپے)

یورپ‘ ایشیا‘ افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ‘ کینیڈا‘ آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ‘ منی آرڈر یا پے آرڈر ’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

فیصد عیسائی اور نو فیصد دیگر مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ فرانس نے 1893ء میں اس پر قبضہ کیا تھا، لیکن 67 سال بعد یعنی 1960ء میں اسے آزادی دے دی، لیکن اپنا عمل دخل جاری رکھا اور چھ ہزار سویلین فرانسیسی وہاں موجود رہے جو آج بھی معدنی وسائل کے ذخائر پر قابض ہیں اور مالی کے عوام کا حق ہڑپ کر رہے ہیں۔ مالی کی موجودہ حکومت امریکہ اور فرانس کی بنائی ہوئی کٹھ پتلی حکومت ہے۔ مالی کے سابق صدر تومانی ترائے دو مرتبہ صدر منتخب ہو چکے تھے۔ آئین کے مطابق صدر دو مرتبہ سے زائد مرتبہ منتخب نہیں ہو سکتا۔ آئین کے احترام میں وہ اپریل 2012ء میں ہونے والے انتخاب کے لیے امیدوار نہیں تھے۔ لیکن 22 مارچ کو احمد وسونو کو جو فوج میں ایک کپتان کے عہدہ پر فائز تھے انہوں نے سینئر فوجیوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ یہ کپتان صاحب کئی مرتبہ امریکہ جا چکے تھے، وہاں زیر تربیت بھی رہے تھے، لہٰذا جمہوریت کو اپنا ایمان کہنے والوں نے اور انسانی حقوق کے ٹھیکیداروں نے ایک فوجی کو حکومت پر شب خون مارنے پر رضامند کیا، شاید اس لیے کہ آئندہ انتخابات میں ممکنہ طور پر برسر اقتدار جماعت امریکہ اینڈ کمپنی کو پسند نہ تھی۔

امریکہ اور فرانس کو مالی میں دو لحاظ سے دلچسپی ہے۔ ایک مالی کی معدنی دولت کی لوٹ کھسوٹ بلکہ اس پر ڈاکہ زنی اور دوسرا مالی کے شمال میں ایک ایسا علاقہ جہاں اسلام پسند اور شریعت محمدیہؐ کے نفاذ کے دعوے دار بڑی قوت کے حامل ہیں۔ دشمنان اسلام کو خطرہ ہے کہ مالی مستقبل میں اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل نہ ہو جائے۔ مسلمان مجاہدین نے شمال کی طرف تین شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور وہاں شرعی عدالتیں قائم کر دی تھیں۔ اطلاعات کے مطابق شرعی قوانین کے نفاذ کی وجہ سے وہاں جرائم نہ ہونے کے برابر رہ گئے تھے۔ یورپ اور امریکہ نے زبردست مہم شروع کی کہ لوگوں پر مذہب کے حوالے زبردستی کی جا رہی ہے، لہٰذا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ 11 جنوری 2013ء کو اس پروپیگنڈا کو بنیاد بنا کر فرانس نے مالی میں اپنی فوج داخل کر دی۔ امریکہ اور برطانیہ نے مدد کی۔ انہوں نے فوج منتقل کرنے کے لیے بڑے طیارے دیے۔ اب مالی کے شمال میں مسلمانوں پر فضائی اور زمینی حملے ہو رہے ہیں اور انسانی حقوق کے چیمپین بے دردی سے مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ انصار دین نامی ایک تنظیم ایاد غالی کی سربراہی میں فرانس اور کٹھ پتلی حکومت کے فوجیوں کے خلاف جہاد کر رہی ہے، لیکن زبردست اور لگاتار بمباری نے انہیں مجبور کر دیا ہے کہ وہ شہروں کا قبضہ چھوڑ کر صحراؤں میں چلے جائیں اور غیر ملکی جارحیت کے خلاف گوریلا جنگ لڑیں۔

ہم مالی کے مسلمان مجاہدین کے لیے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلط کردہ جارحیت کو شکست دینے کے لیے دلیری سے جنگ لڑیں، اللہ پر بھروسا رکھیں اور جس طرح پاکستان کے شمال مغرب میں مردانِ کوہستانی (افغان طالبان) نے امریکہ کو ناکوں چنے چبوائے ہیں افریقہ کے مردانِ صحرائی فرانسیسیوں کا اس سے برا حشر کریں، اور یہ سفید فام بربریت جو عراق، افغانستان اور مختلف مسلمان ممالک سے ہوتی ہوئی مالی پہنچی ہے، اس کی سفیدی ان ہی کے خون کی سرخی میں ڈبو دیں۔ ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ مسلمان حکمرانوں کو بھی ہدایت دے اور وہ اقتدار جو بالآخر مٹ جانے والا ہے اس کی خاطر اپنے مسلمان بھائیوں کے خون سے ہاتھ رنگنے سے باز آ جائیں، تاکہ دنیا میں عزت و وقار سے زندہ رہیں اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو سکیں۔

بیابہ مجلس اسرار

رسول اللہ ﷺ کے لیے اظہارِ دین حق کیوں ضروری تھا؟

نبی اکرم ﷺ کے لیے 'اظہار دین الحق علی الدین کلہٖ' اس لیے بھی ضروری تھا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور عمدہ سے عمدہ نظامِ اجتماعی بھی جب تک بالفعل قائم کر کے اور عملاً چلا کر نہ دکھا دیا جائے بس ایک خیالی جنت (UTOPIA) کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور رسالتِ محمدیؐ کی جانب سے نوعِ انسانی پر ''شہادت'' اور ''اتمامِ حجت اور قطعِ عذر'' (جو سلسلۂ رسالت کی غرضِ اصلی ہے!) کا حق اس وقت تک ادا نہ ہو سکتا تھا جب تک کہ آپؐ اس دینِ حق کو بالفعل قائم و نافذ کر کے نہ دکھا دیتے، جس کے ساتھ آپؐ مبعوث فرمائے گئے تھے۔ چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ اگر آنحضور ﷺ نے مسلسل محنت و مشقت اور پیہم سعی و جہد سے غلبۂ دینِ حق کی صورت میں وہ 'نظامِ عدلِ اجتماعی' بالفعل قائم نہ کر دیا ہوتا جو بعد میں خلافتِ راشدہ کے دوران بالکل اسی شان کے ساتھ پھلا پھولا جیسے ایک بند کلی کھل کر پھول بنتی ہے اور اس کے دوران نوعِ انسانی کے سامنے یہ 'معجزات' عملاً رونما نہ ہو جاتے کہ ''انسانی حریت، اخوت اور مساوات'' صرف وعظ کے موضوعات نہیں ہیں بلکہ حقیقت اور واقعہ کا روپ بھی دھار سکتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ نظامِ عائلی میں مرد کی قوامیت کے باوجود عورت کو ایک انتہائی باعزت اور باوقار مقام دیا جا سکتا ہے بلکہ یہ بھی کہ نظامِ سیاسی میں کامل آزادیٔ رائے کے باوصف نظم اور ڈسپلن بھی برقرار رکھا جا سکتا ہے بلکہ عدل و انصاف کے جملہ تقاضے بھی باحسن وجوہ پورے کیے جا سکتے ہیں۔ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ کہ نظامِ معاشی کے ضمن میں انفرادی ملکیت اور ذاتی مفاد کے جذبۂ محرکہ کو برقرار رکھتے ہوئے بھی دولت کی تقسیم اور سرمائے کی گردش کا ایک حد درجہ معتدل اور نہایت عادلانہ و منصفانہ نظام قائم کیا جا سکتا ہے، تو اس دور کے انسان پر 'دینِ حق' کی جانب سے ''اتمامِ حجت'' کیسے ہو سکتا جس کے فاتح ہیں آنحضور ﷺ! اور کیسے واضح ہو سکتی یہ حقیقت کہ انسان نظامِ اجتماعی کے ضمن میں جس خیر (Good) یا قدر (Value) کا بھی تصور کر سکے وہ اسے بتمام و کمال اور بغایت توازن و اعتدال موجود پائے اس نظام میں جو آج سے چودہ سو سال قبل قائم کیا محمد رسول اللہ ﷺ نے اور بالکل یہ محسوس ہو کہ نظامِ عدلِ اجتماعی کے ضمن میں نوعِ انسانی کی ساری ذہنی تگ و دو اور عملی بھاگ دوڑ گویا نظامِ محمدیؐ تک رسائی کی سعی و کوشش ہے، بقول علامہ اقبال ؎

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو — آنکہ از خاکش بروید آرزو!
یا ز نورِ مصطفیٰ او را بہاست — یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

مکی سورتوں کی دعوت کا خلاصہ:

توحید، رسالت، آخرت

سورۃ الحج کے آخری رکوع کی آیات 74 تا 76 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے یکم فروری 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ الحج کی آیات 74 تا 76 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! دو جمعے قبل ہم نے سورۃ الحج کے آخری رکوع کا مطالعہ شروع کیا تھا۔ اس رکوع کی خاص بات یہ ہے کہ یہ مکیات اور مدنیات کی تعلیمات کا جامع ہے۔ مکی سورتوں کا اصل پیغام نوع انسانی کو توحید باری تعالیٰ، رسالت اور آخرت پر ایمان لانے کی دعوت ہے۔ یعنی لوگو اس بات کو تسلیم کرو کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہی تمہارا خالق و مالک، معبود اور حاکم ہے۔ اُسی نے کل کائنات کو پیدا کیا۔ وہ تمام قدرت کا مالک ہے، "بکل شیءٍ علیم" ہے، "علیٰ کل شیءٍ قدیر" ہے۔ اس نے اپنی حکومت و اختیار میں کسی کو شریک نہیں کیا۔ کون ومکان، کا پورا اختیار اور اس کی بادشاہت اُسی کی مٹھی میں ہے۔ پھر یہ کہ اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے سلسلہ نبوت و رسالت جاری کیا۔ اور اسی میں ایک اعتبار سے آخرت کا مضمون بھی مضمر ہے۔ یہ ہدایت کیوں ضروری ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں زندگی گزارنے کا سامان تو دے دیا۔ زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ نے انسان کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کی مادی ضروریات کا سارا سامان اس زمین میں موجود ہے، لیکن زمین پر انسان کو جس امتحان میں ڈالا گیا ہے اُس امتحان میں کامیابی کے لیے انسان کو جو رہنمائی درکار ہے، وہ زمینی وسائل سے اخذ نہیں کی جا سکتی۔ اس کے لئے اُسے آسمانی ہدایت و رہنمائی درکار ہے، تاکہ وہ اُس کی روشنی میں زندگی کے شب روز گزار کر آخرت میں سُرخرو اور کامیاب ہو۔ نبی اور رسول ہمیں یہ بتانے نہیں آئے تھے کہ فی ایکڑ گندم آپ کیسے حاصل کر سکتے ہیں، یا یہ کہ زمین کے اندر معدنیات کے بے شمار ذخائر موجود ہیں، اسے نکالنے کا کیا طریقہ ہے۔ یہ اُن کا کام تھا ہی نہیں۔ نبی اور رسول دنیا کے حوالے سے تعلیم دینے نہیں آئے تھے، بلکہ دنیا کے حوالے سے تو وہ تحدیدات لگانے آئے تھے۔ وہ تو یہ فرماتے تھے کہ فلاں چیز حرام اور ناجائز ہے، اس کی اجازت نہیں ہے۔ فلاں چیز منع ہے،

> شرک کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے مقامِ رفیع کو نہ پہچانا۔ انہوں نے اللہ کو دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ بادشاہ حقیقی ہے۔ اُس کی سلطنت کسی اور کے بل پر قائم نہیں، وہ خود القوی اور العزیز ہے

اُس سے بچو۔ تو رسالت کا تعلق ہی عالم آخرت سے ہے۔ یعنی ابدی زندگی میں کامیاب ہونے کے لئے انسان کو جس ہدایت کی ضرورت ہے، اس کے لئے اللہ نے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ کائنات کے جو ابدی حقائق ہیں انسان ان کو بغیر آسمانی ہدایت کے پورے طور پر نہیں جان سکتا اور اپنی منزل آخرت میں کامیابی کے لئے وہ تفصیلی راہنمائی کا محتاج ہے۔ پس توحید، رسالت اور آخرت مکی سورتوں کے تین بنیادی موضوعات ہیں۔ باقی ساری چیزیں انہی کے گرد گھومتی ہیں۔ چنانچہ اس رکوع کے پہلے حصے یعنی ابتدائی چار آیات میں جہاں خطاب "یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ" کے الفاظ سے پوری نوع انسانی سے ہے مکی قرآن کی دعوت کا خلاصہ ہے اور آخری دو آیات میں جن میں خطاب "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے الفاظ سے مسلمانوں سے ہو رہا ہے، مدنی قرآن کی دعوت کا خلاصہ ہے۔ اس لئے کہ مدینہ میں ایک اجتماعیت وجود میں آ چکی تھی، اور ایک اسلامی معاشرہ تشکیل پا رہا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ مسلمانو تمہارے لئے کیا حکم ہے، تم نے تمہیں کیا کرنا ہے۔ تمہاری ذاتی زندگی کیسی ہونی چاہیے اور کیا کردار ہے جو اللہ کو تم سے مطلوب ہے۔ تم نے معاشرے میں کن اقدار کو رائج کرنا ہے اور کن کو جڑ سے اکھاڑنا ہے۔ اسلامی معاشرے میں کیا چیزیں جائز اور کیا ناجائز ہوں گی۔ مدنی دور میں یہ ساری تفصیلات آ رہی ہیں۔ بہر کیف اس سورۃ مبارکہ کا زیر درس آخری رکوع مکی اور مدنی قرآن کی دعوت کے خلاصہ پر مشتمل ہونے کی بنا پر قرآن کا بہت ہی جامع مقام ہے۔ اس کی پہلی آیت (آیت 73) کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں، جس میں شرک کے بے بنیاد ہونے اور مشرکین اور بتوں کی پستی کو نمایاں کیا گیا ہے۔ اگلی آیت ہے:

﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (۷۴)﴾

"ان لوگوں نے اللہ کی قدر جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ زبردست (اور) غالب ہے۔"

انسان شرک میں ملوث کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے

کہ وہ اللہ کی قدر نہیں پہچان پاتا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ شرک کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے مقامِ رفیع کو نہ پہچانا۔ انہوں نے اللہ کو دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کیا کہ اللہ بھی اِسی طرح کا بادشاہ ہو گا۔ دنیا کا معاملہ یہ ہے کہ یہاں کوئی بادشاہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو' اپنے منصب داروں اور فوج کے سہارے حکومت کرتا ہے۔ اُس کے بعض درباری ایسے ہوتے ہیں جن کی بات وہ ٹال نہیں سکتا' کیونکہ وہ انہیں بلیک میل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ عام لوگ بادشاہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے انہی درباریوں اور وزراء کا سہارا پکڑتے ہیں' تاکہ وہ اُن کی سفارش کریں اور شاہی دربار سے انہیں مفادات حاصل ہو سکیں۔ مشرکین اپنے بتوں کے متعلق یہی اعتقاد رکھتے تھے۔ وہ بتوں کو اِسی لئے پوجتے تھے تاکہ وہ انہیں اللہ کے قریب کر دیں۔ مگر واضح کر دیا گیا کہ دنیاوی بادشاہوں پر قیاس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ تک رسائی کے متعلق یہ شرکیہ عقیدہ سراسر غلط ہے' ظلم عظیم اور کھلی گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بادشاہ حقیقی ہے۔ اُس کی سلطنت کسی اور کے بل پر قائم نہیں۔ وہ خود القوی اور العزیز ہے' صاحب اختیار اور سب پر غالب آنے والا ہے۔ وہ کسی سہارے کا محتاج ہے' اور نہ کسی کو مجال ہی ہے کہ اُس سے بات منوا سکے۔ باقی جس کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ کسی کے پاس بھی ذاتی اور دائمی کوئی اختیار نہیں ہے۔ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اللہ جب چاہے اُسے سلب کر لے۔ یہ حقیقت جب نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو انسان اللہ سے کم تر ہستی کو معبود بنا لیتا ہے۔ ایک فارسی شعر کا مفہوم ہے کہ ایک سنگ تراش سے اس کے بت نے کہا تو اللہ بنانے چلا تھا، مگر اپنی جیسی ایک مورت بنا کر رکھ دی۔ اپنی ذات سے باہر بھی تو نے کوئی حقائق دیکھے ہیں۔ وہی دو آنکھیں بنا دیں۔ وہی ناک بنا دی۔ وہی دو ہاتھ بنا دیئے، وہی پاؤں بنا دیئے، جو انسان کے ہیں۔ کسی نے زیادہ کیا تو دو ہاتھ کی جگہ چار ہاتھ بنا دیئے۔ کسی نے دس بنا دیئے، کسی نے ٹانگیں زیادہ بنا دیں۔ کائنات میں غور کیا جائے تو اس میں بے مثال توافق اور ہم آہنگی دکھائی دیتی ہے۔ اتنی وسیع و عریض کائنات میں اس قدر کامل ہم آہنگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ کائنات کسی ایک ہی صاحب اختیار ہستی کے کنٹرول میں ہے۔ اس کے سوا کسی کے پاس کچھ بھی اختیار نہیں ہے۔ اگر کائنات میں دو الٰہ ہوتے تو یہ نظام کائنات درہم برہم ہو جاتا۔ قرآن حکیم اسی بات کو توحید کی دلیل کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ ﴿لَوۡ کَانَ فِیۡہِمَاۤ اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۲۲﴾﴾ (سورۃ الانبیاء) ''اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے۔ جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں اللہ مالک عرش ان سے پاک ہے۔''

یہ تو توحید کا بیان تھا۔ اگلی آیت میں رسالت کا مضمون آیا ہے۔ فرمایا:

﴿اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۷۵﴾﴾

''اللہ فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے منتخب کر لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ بے شک اللہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔''

یعنی اللہ کو اپنا پیغام اپنے بندوں تک پہنچانا تھا۔ اِس مقصد کے لئے اللہ نے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اس لئے کہ کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے براہ راست کلام کرے۔ اللہ کا یہ طریقہ نہیں کہ ایک ایک شخص سے گفتگو کرے اور اس پر وحی بھیجے۔ اس کی بجائے پیغام رسانی کے لئے اللہ نے ایک نظام بنایا، جس کے تحت اُس کا پیغام انسانوں تک پہنچتا ہے۔ اس نظام کے تحت ایک تو رسول ملک ہے اور ایک رسولِ بشر۔ رسول ملک اللہ سے پیغام لے کر رسول بشر تک پہنچاتا ہے، جس کو اللہ نے اس کام کے لئے منتخب کیا ہوتا ہے۔ پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے اور سلسلہ نبوت و رسالت کی

پریس ریلیز 8 فروری 2013ء **ایوب بیگ مرزا**

عراق اور افغانستان کو خون میں نہلانے کے بعد اب امریکہ اور فرانس قیمتی معدنیات پر قبضہ اور شریعت کا راستہ روکنے کے لئے مالی کو اپنی بربریت کا نشانہ بنا رہے ہیں

سفید سامراج اب مسلمان ملک مالی کو اپنی بربریت کا نشانہ بنا رہا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے ترجمان مرزا ایوب بیگ نے کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ عراق اور افغانستان کو خون میں نہلانے کے بعد اب امریکہ اور فرانس نے مالی کا رخ کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مالی میں زیر زمین قیمتی معدنیات جس میں سونا، یورنیم اور فاسفیٹ شامل ہیں، کی وجہ سے سامراجی ممالک کے منہ سے رال ٹپک رہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مالی پر حملے کی دوسری وجہ مالی کے شمال میں مسلمان مجاہدین کی موجودگی ہے، جہاں مجاہدین اپنے زیر قبضہ علاقہ میں شرعی عدالتیں قائم کر کے شریعت محمدیؐ کا نفاذ کر رہے ہیں اور جس کے نتیجہ میں اُس علاقے میں جرائم نہ ہونے کے برابر رہ گئے ہیں۔

تنظیم اسلامی کے ترجمان نے ان خبروں پر بھی شدید تشویش کا اظہار کیا کہ عاصمہ جہانگیر کو نگران وزیر اعظم بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ نہ صرف نظریہ پاکستان کو سرعام تنقید کا نشانہ بناتی ہیں بلکہ اسلام اور پاکستان کے دشمن بال ٹھاکرے کے حوالہ سے نرم گوشہ رکھتی ہیں۔ وہ بھارت جا کر اُن سے ملاقات بھی کر چکی ہیں اور ایک پجارن کی حیثیت سے مندر بھی جا چکی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر ایسے خیالات کی حامل خاتون کو پاکستان کا سب سے بڑا عہدہ پیش کرنا تھا تو پاکستان بنانے کے لئے لاکھوں جانوں اور عزتوں کی قربانی دینے کی کیا ضرورت تھی۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر اس خاتون کو نگران وزیر اعظم بنایا گیا تو دینی حلقے شدید مزاحمت کریں گے۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

آخری کڑی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ البتہ فرشتوں میں سے رسول جن سے پیغام رسانی کا یہ کام لیا گیا وہ جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ یہ ہے سلسلۂ رسالت۔ یہ وہ چینل ہے جو اللہ نے اپنا پیغام اپنے بندوں تک پہنچانے کے لئے استعمال کیا۔ جبرئیل علیہ السلام امین ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے کلام الٰہی کو گھٹا سکتے ہیں، نہ بڑھا سکتے ہیں۔ وہ پورے طور پر اللہ کے حکم کے پابند، انتہائی معتمد اور امانت دار ہیں، جن پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ کوئی پیغام ان کے ذریعے بھیجے اور وہ اس میں اپنی مرضی سے تبدیلی کر لیں۔ اسی طرح انسانوں میں سے بھی جس ہستی کو رسالت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے، اُس کا کردار بے داغ ہوتا ہے۔ سوسائٹی اس کی معترف ہوتی ہے کہ ہاں واقعی اس شخص نے ہمارے ساتھ عمر گزاری ہے، اس کے کردار میں کوئی شبہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی قوم میں رسول آیا اُس نے اپنے کردار کی شہادت پیش کی۔ رسول آ کر اپنی قوم سے یہی کہتے تھے کہ میں نے تمہارے درمیان عمر گزاری ہے، کیا تم نے مجھے راست باز نہیں پایا۔ نبی آخر الزمان ﷺ پر بھی جب پہلی وحی نازل ہوئی، آپؐ قریش مکہ کے درمیان چالیس برس کا عرصہ گزار چکے تھے اور آپؐ کی عظمت کردار کے اعتراف کے طور پر قوم کی طرف سے آپ کو الصادق اور الامین کا خطاب دیا گیا تھا۔ مشرکین آپؐ کی صداقت و امانت کے معترف تھے اور آپؐ کے عظیم الشان کردار کو مانتے تھے۔ پس رسول صاحب کردار ہوتا ہے۔ ایسی ہی پاک باز ہستی کو اللہ پیغام رسانی کے لئے منتخب فرماتا ہے۔

رسولوں کے بھیجنے کا اصل مقصد کیا ہے، قرآن نے اِسے بھی واضح کر دیا ہے۔ یہ مقصد لوگوں پر اتمام حجت کرنا ہے۔ سورۃ النساء میں فرمایا گیا: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا (165)﴾ ''سب پیغمبروں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع نہ رہے، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

رسولوں کو لوگوں کی طرف اللہ کی ہدایت سے روشناس کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے، تاکہ روز حساب جب اللہ تعالیٰ حساب لے، اور محاسبہ کرے تو لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو کہ خدایا تو کس بنیاد پر ہمارا حساب کر رہا ہے، ہمیں تو تو نے سیدھا راستہ دکھایا ہی نہیں، جس پر چل کر ہم تجھے راضی کرتے۔ یہ دنیا امتحان ہے، لیکن امتحان اسی چیز میں ہوتا ہے جو پڑھائی گئی ہو۔ ٹیچر جب طلبہ کو کچھ پڑھا دیتا ہے تب ہی امتحان لیتا ہے۔ تو اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے اپنے بندوں پر حقائق منکشف کر دیئے۔ اب روز قیامت کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ یہ جو ہمارا محاسبہ ہو رہا ہے، ہمیں جو سزا دی جا رہی ہے اُس کا ہمیں پتا ہی نہیں تھا۔ اس وقت اللہ کے اس حساب کے خلاف، لوگوں کے پاس کوئی دلیل اور کوئی بہانہ باقی نہ رہے گی۔ اگرچہ پوٹینشلی ہر انسان کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ وہ حق کو پہچانے۔ کم از کم توحید تک پہنچنا تو یہ ہر انسان کے لئے (چاہے رسول نہ بھی آیا ہو) ممکن ہے۔ اس لئے کہ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے۔ اُس کی فطرت میں اللہ کی معرفت رکھی گئی ہے۔ لہٰذا اگر انسان غور تو کرے تو وہ حقیقت تک پہنچ جائے گا، بشرطیکہ تعصبات حق کو ماننے میں آڑے نہ آئیں۔ تاہم شاہراہ حیات پر اللہ کی مرضی کے مطابق چلنے کے لئے اُسے جو تفصیلی آسمانی ہدایت و رہنمائی درکار ہے وہ از خود اخذ نہیں کر سکتا۔ اُس کے لئے ضروری ہے کہ اُس تک رسول کی دعوت پہنچے۔ یہاں یہ بات بھی واضح ہو کہ جس آدمی تک دین کی دعوت نہیں پہنچی، روز حساب اس سے نماز اور دیگر احکام کے بارے میں پوچھ نہیں ہوگی۔ نماز کے بارے میں پوچھ گچھ تو ہم مسلمانوں سے ہوگی۔ جس شخص تک دین کی دعوت ہی نہیں پہنچی، اس سے اصل پوچھ گچھ توحید کے حوالے سے ہوگی۔ بہر کیف آخرت میں ہر شخص کا محاسبہ ہوگا اور رسولوں کے آنے کے بعد کسی کے پاس یہ بہانہ نہ ہوگا کہ خدایا ہم تیری ہدایت سے بے خبر رہے۔

اگلی آیت ہے:

﴿یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۷۶)﴾

''جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے، وہ اس سے واقف ہے۔ اور سب کاموں کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔''

اس آیت میں اشارہ ایمان بالآخرت کی طرف ہے۔ انسان دنیا میں جو کچھ بھی کرتا رہا ہے اللہ اُس سے باخبر ہے۔ وہ خود باخبر ہے، لیکن اضافی طور پر اس نے انسان کے ساتھ کراماً کاتبین بھی بٹھا دیئے ہیں، تاکوئی یہ عذر بھی نہ کر سکے کہ ہم نے جو کچھ کیا اُس کا ریکارڈ کیا ہے۔ لہٰذا ہر شے کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے، تاکہ روز محشر انسان کو آئینہ دکھا دیا جائے، لو یہ ہے تمہارا اعمال نامہ۔ یہ اعمال نامہ ہر چھوٹے بڑے عمل کو شامل ہوگا۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اُس میں درج ہوگی، جسے دیکھ کر انسان سر پیٹ رہا ہوگا۔ قرآن عزیز کہتا ہے: ﴿وَوُضِعَ الْکِتٰبُ فَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ ھٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا (49)﴾ (سورۃ الکہف)

''اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے، اور کہیں گے ہائے شامت! یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو۔ کوئی بات بھی نہیں مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔''

''اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے، اور کہیں گے ہائے شامت! یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو۔ کوئی بات بھی نہیں مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا'' (القرآن)

یہ ہے مکی سورتوں کے پیغام کا خلاصہ، جو یہاں چار آیات 73 تا 76 میں آ گیا ہے۔ اس کے بعد مدنی قرآن کے مضامین کا خلاصہ ہے۔ اس کا بیان ان شاء اللہ آئندہ جمعہ ہوگا۔

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆

کیا تیاری ہے؟

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

لارڈن کرزن، برطانوی وزیر خارجہ نے 1924ء میں خلافت عثمانیہ کے خاتمے پر ہاؤس آف کامنز میں متنبہ کیا تھا: ''ہمیں اسلامی اتحاد کا سبب بننے والے تمام عوامل کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ جیسا کہ ہم خلافت توڑنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ ہمیں یہ امر یقینی بنانا ہوگا کہ مسلمان دوبارہ کبھی متحد ہونے کے لیے اُٹھ نہ سکیں، خواہ یہ یک جائی/ اتحاد، ثقافتی یا دانشورانہ سطح پر ہی کیوں نہ ہو۔''

اس نصیحت، وصیت کو پلے باندھ کر دنیائے مغرب نے اپنی تمام تر پالیسیوں کی صورت گری کی۔ امت کو آڑی ترچھی لکیریں نقشے پر پھیر کر بے رحمانہ تقسیم ارضی سے لے کر ہر سطح پر تفریق کے بیج بوئے۔ خود یورپین یونین کی شکل میں ملت واحدہ۔ ایک کرنسی، ایک فوج، شہریوں کی بلا روک ٹوک آمدورفت۔ دوسری جانب مسلمان، بھائی کو بھائی سے جدا کر کے خاندانوں اور قبائل کے مابین جغرافیائی سرحدیں کھینچ کر امت کو متفرق کر دیا۔ 11-9 کے بعد امریکہ اور حواریوں نے چہرے سے ظاہری انصاف، عالمی امن کا نقاب اتار کر برملا اسلام دشمنی پر مبنی عسکری یلغار کر ڈالی۔ سرد جنگ کے خاتمے پر نیٹو سیکرٹری جنرل نے تو پہلے ہی یہ اعلان فرما دیا تھا کہ ''نیٹو اتحاد نے اب روس کی جگہ اسلام کو ہدف پر لے لیا ہے''۔ لہٰذا خلیج جنگ کے دوران امت کے قلب میں امریکی/ نیٹو افواج کے لشکر اس کی پہلی قسط تھے۔ اس دن سے یہ مسلسل اپنے ہدف پر نظریں جمائے ایک دن بھی غافل نہیں ہوئے۔ مسلم دنیا میں انہوں نے ممالک، عوام کی درجہ بندی کی۔ اپنے مقاصد کے تحت ''خلافت'' اور اسلام پر یک جائی سے دنیا کو محفوظ رکھنے کے لیے اہم ترین ممالک اور اہم ترین گروہوں/ افراد کو ہدف اولین بنایا۔ فی نفسہ ''خلافت'' سے نمٹنے کے لیے افغانستان پر حملہ ہوا۔ لگے ہاتھوں ایٹمی پاکستان کی شامت آئی۔ مشرقِ وسطیٰ میں عسکری دم خم اور وسائل سے مالا مال عراق کو کچلا گیا۔ گروہوں میں ہدف بنے، غیرتِ دینی والے افغان، بالخصوص پشتون (ڈیورنڈ لائن کے آر پار)، جہادِ افغانستان اوّل میں دنیا بھر سے یکجا ہونے والے عرب و دیگر مجاہدین۔ امت کی بات کرنے والے، خلافت کا سنہرا خواب دیکھنے والے شیخ اسامہؒ جیسے قائدین۔ صلیبی ایجنڈوں کو بے نقاب کرنے والے، آلۂ کفر مسلم نما حکمرانوں کے خلاف فتاویٰ دینے والے علمائے حق۔ مفتی نظام الدین شامزئیؒ اور مولانا عبداللہؒ جیسے علمائے بے بدل ان کے ہدف پر تھے۔ بش کی صدارت کی دو باریاں پوری ہوئیں۔ اوباما نے دوسری مرتبہ حلف اٹھایا۔ اگرچہ وہ دس سالہ جنگ سے تائب ہونے اور امریکی معیشت کی بحالی پر توجہ مرکوز کرنے کا اعلان کر رہا ہے، لیکن عزائم ہڈیاں تڑوا کر (امریکی فوج اور معیشت کی) بھی وہی ہیں کہ: ''ڈرون حملوں میں 2013ء میں مزید تیزی آئے گی''۔ پاکستان پر وفورِ محبت سے (فرنٹ لائن اتحادی ہونے کی بنا پر) بلا اجازت (اوباما و پاکستان) ڈرون حملے کیے جائیں گے۔ سی آئی اے کو اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ وزیرستان، امریکہ کی شکارگاہ ہے۔ جیسے جنوبی پنجاب میں عرب امارات سے اُن کے شیوخ تلور کا شکار کھیلنے آتے تھے، اسی طرح قبائل کی سرزمین، شاہینوں، شاہبازوں کے شکار کے لیے کھلی ہے۔ اس جرم میں حکومت پاکستان، اس کے عساکر، عوام اور میڈیا، سیاسی جماعتیں سب برابر کی شریک ہیں۔ اس خبر پر مکمل سناٹا رہا، نہ ٹاک شوز پر کوئی شور وغل، نہ ادارتی کالمز میں کوئی تذکرہ (الا ماشاء اللہ) نہ کوئی دھرنا، نہ احتجاج۔ کوئٹہ، ہزارہ کے ساتھ یک جہتی پر سب ہم زبان اور پُر شور قبائلی ہم وطنوں پر مسلط مسلسل جبر وظلم پر مکمل خاموشی، بے حسی، گویا وہ ہمارے ریڈ انڈین ہیں۔ سوتیلے پن کا یہ سلوک؟ یہی امریکہ جو غیرتِ دینی سے لبریز پشتونوں پر چیرہ دست ہے فوج کو لال مسجد میں آپریشن کا حکم دیتا ہے۔ سوات کا معاہدہ تڑوا کر وہاں بارود اور خون کی فصل بیج کر سبزہ زاروں کو آتش کدوں میں بدل دیتا ہے۔ قادری دھرنے میں مکمل سیکیورٹی دینے پر وزیر داخلہ کو خصوصی شاباش دیتا ہے؟ سیدنا علیؓ کا ایک قول اس پوری جنگ میں ایک برہانِ قاطع اور قولِ فیصل کا درجہ رکھتا ہے۔ ''کفر کے تیروں کا رُخ دیکھو۔ جدھر باطل کے تیروں کا رُخ ہے، حق عین وہیں ہے''۔ آج علمائے حق کو فتویٰ دینے کی بھی حاجت نہیں (ہم مزید علماء کی شہادت کا حوصلہ نہیں رکھتے!) صرف واشنگٹن، پینٹاگون، سی آئی اے، ایم آئی فائیو، 10 ڈاؤننگ سٹریٹ سے جاری ہونے والے فتاویٰ، احکام، بیانات پر نگاہ رکھی جائے۔ خود بخود راہِ حق، اہل حق واضح ہوتے چلے جائیں گے۔ افریقہ کے صحرا میں ایک مفلس وقلاش ملک مالی پر ایک فرانس، امریکہ، اقوام متحدہ نے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ نفاذ شریعت کے نتیجے میں دو کٹے ہاتھوں کا واویلا وہ ممالک کر رہے ہیں جنہوں نے لاکھوں بے گناہوں کا خون کیا ہے! سلامتی کونسل (دنیائے کفر کے مفادات کی سلامتی کی ضامن) نے قراردادیں جاری کرنا شروع کر دیں۔ مسلمان اب دعاؤں، امیدوں کا رُخ 'مالی' کی طرف پھیر دیں! وہاں حق رکھا ہے! جس کی حد سے گورا سمندر پار بلبلا رہا ہے۔ جیسے مکھی کو شیرے کی خبر ہوتی ہے، ذرہ بھر پر بھی جا پہنچتی ہے، یہی معاملہ باطل کا ہے۔ اس

> سیدنا علیؓ کا یہ قول نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے حوالے سے ایک برہانِ قاطع اور قولِ فیصل کا درجہ رکھتا ہے کہ ''کفر کے تیروں کا رُخ دیکھو، جدھر باطل کے تیروں کا رُخ ہے حق عین وہیں ہے''

کے غضب کا پیمانہ، حق اور اہل حق کے درجہ اخلاص کا پتہ دیتا ہے! کیا وجہ ہے کہ ڈنڈے اگر قادری فورس کے ہاتھ میں ہوں تو کسی ماتھے پر بل نہیں؟ تین دن ڈنڈا بردار اسلام آباد کی سڑکوں پر قابض رہے، سٹیٹ کی رِٹ پر آنچ نہ آئی۔ لال مسجد والوں کے آپریشن کے مقابل ڈنڈے (خود حفاظتی کے تحت) دیکھنے کی دیر تھی کہ رِٹ کی رَٹ لگادی!

اُدھر بھارت کی للکاریں سرحد پار سے سنائی دے رہی ہیں۔ کشمیر میں ایٹمی جنگ کے لیے تیاری کا سگنل دیا گیا۔ اِدھر کیا تیاری ہے؟ فوج، قبائل میں (امریکہ کی بنائی) دلدل میں پھنسا رکھی ہے۔ بازوئے شمشیر زن توڑ، مروڑ رکھا ہے۔ وہ جو 'فاتحین کشمیر' تھے، ہماری سرحدوں کے فی سبیل اللہ محافظ تھے، انہیں تو ہم مٹا دینے کے (خدانخواستہ) درپے ہیں۔ جہادی تنظیمیں معطل کی جاچکیں۔ نوجوانوں کو راگ رنگ (کبھی جمہوری قادری، کبھی ثقافتی اور کبھی اسلامی) میں جوت رکھا ہے۔ اب ہم صرف لانگ مارچوں یا انہیں بلاک کرنے کے لیے کنٹینر رکھنے کا فن جانتے ہیں۔ بھارت کے خلاف لانگ مارچ چلے گا؟ چوکے چھکے لگیں گے یا کنٹینری دفاع کیا جائے گا؟ کیا تیاری ہے؟ بھارت تو جنگی تیاریوں میں مگن ہے۔ ہم مقابلے کے لیے مردانہ کرکٹ، زنانہ کرکٹ، بھانڈ گویئے نچیئے، وینا ملک لئے بیٹھے ہیں۔ امریکہ خود نکلتے نکلتے کیا بھارت کو ہم پر چھوڑنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ یہ جانچنے کی فرصت کسے ہے! پورا پاکستان ہر کچھ دن بعد چھٹی پر ہوتا ہے۔ جلوسوں کی چھٹیاں، قادری چھٹیاں گن لیجیے۔ ملکی معیشت کا حال یہ کہ ہر دن 18 گھنٹے کام کی متقاضی۔ یہاں آئے دن بڑے بڑے شہر معطل، کاروبارِ زندگی ٹھپ، تعلیمی ادارے مقفل!

ع کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں!

☆☆☆☆☆

دینی وعوامی حلقوں کی طرف سے

عاصمہ جہانگیر کو نگران وزیراعظم بنائے جانے کی تجویز کی مخالفت

سبب کیا ہے؟

حکومت پاکستان اور اپوزیشن کی بڑی جماعت مسلم ن کی جانب سے عاصمہ جہانگیر کے نگران وزیراعظم بنانے کے فیصلے پر دینی وعوامی حلقوں کی جانب سے سخت تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کا اصل سبب عاصمہ جہانگیر کے نظریات وخیالات ہیں۔ اس بارے میں متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینیر عبداللطیف خالد چیمہ نے دیگر دینی جماعتوں کے رہنماؤں کے ہمراہ لاہور میں پریس کانفرنس کی۔ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا ہے کہ رسوائے زمانہ عاصمہ جہانگیر کا نگران وزیراعظم کے لئے نام پیش کرنے کا مقصد انتخابات کا التواء اور دستور کی اسلامی دفعات کے خلاف عالمی مہم کے دباؤ کو بڑھانا ہے۔ عاصمہ جہانگیر کے نام پر اتفاق کرنے والوں کا آئندہ الیکشن میں محاسبہ کیا جائے گا۔ مشترکہ پریس کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، جمعیت علماء اسلام (ف) کے سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد امجد خان، تنظیم اسلامی کے سیکرٹری اطلاعات مرزا ایوب بیگ، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے رہنما مبشر احمد مدنی نے بھی خطاب کیا۔ اس موقع پر میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، قاری جمیل الرحمٰن اختر اور دیگر رہنما بھی موجود تھے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ نظریہ پاکستان سے دشمنی کی حد تک عداوت رکھنے والی آزاد خیال اور شعائر اسلامی کی توہین کی مرتکب خاتون کو نگران وزیراعظم ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا۔ عاصمہ جہانگیر قادیانی پس منظر رکھتی ہے۔ 17 مئی 1986ء کو اسلام آباد ہوٹل میں منعقدہ ایک سیمینار سے خطاب کے دوران عاصمہ جہانگیر نے ملک میں شرعی قوانین کے نفاذ کی مخالفت کرتے ہوئے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ''ان پڑھ'' اور ''ناخواندہ'' کے الفاظ استعمال کیے تھے، جس پر شدید احتجاج ہوا تھا اور روزنامہ جنگ لاہور 5 جون 1986ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق قومی اسمبلی میں محترمہ آپا نثار فاطمہ مرحومہ کے توجہ دلانے پر اسپیکر قومی اسمبلی جناب حامد ناصر چٹھہ نے ان الفاظ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا قرار دیتے ہوئے وزیر داخلہ اسلم خٹک کو ہدایت کی تھی کہ وہ اس پر مقدمہ درج کرائیں، لیکن آج تک نہ یہ مقدمہ درج ہوا ہے اور نہ عاصمہ جہانگیر نے کوئی معذرت ہی کی ہے۔ روزنامہ جنگ لاہور میں 26 جون 1986ء کو شائع ہونے والی ایک خبر میں عاصمہ جہانگیر نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ ان کے شوہر قادیانی ہیں اور وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتیں، جبکہ ان کے اس اعتراف کو صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں ان کا نکاح شرعی اور قانونی دونوں حوالوں سے محل نظر ہو جاتا ہے۔ عاصمہ جہانگیر ملک کی نظریاتی اساس ''قرارداد مقاصد'' کو مسلسل ہدف تنقید بنا رہی ہیں اور پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کے لیے قرارداد مقاصد کو دستور سے حذف کرنے کا مطالبہ کرتی آ رہی ہیں۔ یاد رہے کہ قرارداد مقاصد میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا اقرار کرتے ہوئے حکومت کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ملک کا نظام چلانے کا پابند قرار دیا گیا ہے۔ قادیانیوں نے اپنے بارے میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ کے 74 کے دستوری فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے اور وہ اس بنیاد پر مختلف بین الاقوامی اداروں اور حلقوں میں پاکستان کے خلاف گزشتہ چار عشروں سے مسلسل مہم جاری رکھے ہوئے ہیں جسے عاصمہ جہانگیر کی بھرپور حمایت اور تعاون حاصل ہے۔ وہ ہر موقع پر قادیانیوں کی حمایت میں پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے اور دستور پاکستان کی دفعات کو ہدف تنقید بناتی ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت وناموس کے تحفظ کے قانون کی مخالفت میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ان کی آواز سب سے نمایاں ہوتی ہے اور وہ کئی بار اس قانون کی منسوخی کا مطالبہ کر چکی ہیں۔ وہ کشمیری عوام بالخصوص شہداء ومجاہدین کی قربانیوں اور پاکستانی عوام کے جذبات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے بھارت سے غیر مشروط دوستی کے لیے کام کر رہی ہیں اور اس سلسلہ میں بھارت کے بدنام زمانہ پاکستان دشمن لیڈر آنجہانی بال ٹھاکرے کے ساتھ ان کی ملاقاتیں اور سرگرمیاں ریکارڈ پر ہیں۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ معاملہ کی نزاکت اور حساسیت کے پیش نظر حکمران اتحاد اور اپوزیشن وزارت عظمٰی کے لیے عاصمہ جہانگیر نام کو واپس لیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی سازش کی وجہ سے گورداسپور کا علاقہ انڈیا کو دیا گیا۔ جس کی وجہ سے مسئلہ کشمیر آج تک لٹکا ہوا ہے۔ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر کا کردار دین ووطن دشمنی سے عبارت ہے۔ جو کوئی بھی اس کا نام تجویز کرے قوم اسے مسترد کرتی ہے۔ مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام اس مسئلہ پر تحریک ختم نبوت کے ساتھ ہے اور مادر پدر آزاد معاشرے اور سیکولر سٹیٹ کیلئے کوشاں عاصمہ جہانگیر اور اس قماش کے لوگوں کا راستہ روکنا ہر محب وطن سیاستدان کا فرض ہے۔ قاری محمد رفیق وجھوی نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر قادیانی لابی کی نمائندگی کرتی ہیں، قادیانی اکھنڈ بھارت کا مذہبی عقیدہ رکھتے ہیں۔ امت مسلمہ قادیانی فتنے کا تعاقب جاری رکھے گی۔ تنظیم اسلامی کے ناظم نشر واشاعت مرزا ایوب بیگ نے عاصمہ جہانگیر کے وزیراعظم بنائے جانے کی تجویز پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایک ایسی عورت کو جو نہ صرف نظریہ پاکستان کو سرعام تنقید کا نشانہ بناتی بلکہ اسلام اور پاکستان دشمن بال ٹھاکرے کو آئیڈیل قرار دیتی ہے، اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک میں کیونکر وزیراعظم بنایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ اگر عاصمہ کو نگران وزیراعظم بنایا گیا تو دینی حلقے اس کی شدید مزاحمت کریں گے۔

پاکستان کی سیاسی صورتحال

خلافت فورم میں فکر انگیز مکالمہ

تجزیہ کار:	ایوب بیگ مرزا
میزبان:	وسیم احمد

سوال: مسلم لیگ (ن)، جماعت اسلامی اور دیگر جماعتیں الیکشن کمیشن کی مضبوطی کے لیے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے دھرنا دے رہی ہیں۔ اس سے قبل طاہر القادری صاحب الیکشن کمیشن کو تحلیل کرنے کے لیے دھرنا دے چکے ہیں۔ کیا ہمارا الیکشن کمیشن ایسا ناکام اور ناکارہ ادارہ ہے، جس کی مضبوطی کے لیے سیاسی جماعتوں کے دھرنوں کی ضرورت ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک نواز لیگ اور جماعت اسلامی کا تعلق ہے تو ان سیاسی جماعتوں کا مطالبہ ہے کہ الیکشن کمیشن کو مضبوط کیا جائے جبکہ طاہر القادری صاحب کا موقف بالکل متضاد ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ الیکشن کمیشن کو تحلیل کیا جائے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ فخر الدین جی ابراہیم دیانت دار شخصیت ہیں، اس کے باوجود الیکشن کمیشن اس انداز سے کام نہیں کر رہا ہے جس طرح سے اس سے توقعات تھیں۔ کیونکہ ان کی جانب سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ کراچی میں نئی انتخابی حلقہ بندیاں کی جائیں گی۔ نیز کراچی میں فوج گھر گھر جا کر ووٹروں کی تصدیق کرے گی۔ جہاں تک نئی حلقہ بندیوں کا تعلق ہے تو اس سے راہِ فرار اختیار کیا جا چکا ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ کام ممکن نہیں ہے۔ آج سے دو ماہ پہلے ان کا کہنا تھا کہ یہ کام آسانی سے مکمل کر لیا جائے گا، کیونکہ پہلے سے موجودہ حلقہ بندیاں بے ترتیب انداز میں ہیں۔ لیکن اب وہ اس بات سے مکمل منحرف ہو چکے ہیں۔ اسی طرح فوج کی موجودگی میں ووٹروں کی تصدیق بھی اب شک و شبہ کا شکار ہو چکی ہے۔ کیونکہ فوج اب الیکشن کمیشن کے عملے کے ساتھ ہر جگہ نہیں جا رہی ہے، بلکہ فوج کی بجائے MQM کے لوگ جا رہے ہیں، جس سے کراچی کے عوام کو شکایت ہے کہ ایم کیو ایم کے لوگوں نے ووٹر لسٹوں کا اندراج غلط کروایا ہے یعنی چور کو ہی چوکیدار بنایا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سندھ کی تمام سیاسی جماعتوں نے الیکشن کمیشن کے سامنے دھرنا دیا ہے اور اس بات پر وہ واویلا بھی مچا رہی ہیں، لیکن ان کی کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔ جب سندھ کے الیکشن کمشنر کے خلاف یہ واویلا کیا گیا کہ اُن کو ہٹایا جائے تو انہیں سندھ کے الیکشن کمشنر کے عہدے سے ہٹا کر خیبر پختونخوا کا الیکشن کمشنر بنا دیا گیا۔ یعنی ایک بد دیانت شخص کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ بد دیانتی کے لیے لگا دیا گیا۔ ہمارے ملک کی سیاسی جماعتیں جو الیکشن کمیشن کو مضبوط بنانے کا کہہ رہی ہیں، اس کی مثال آپ اپنے ہمسایہ ملک بھارت میں دیکھ سکتے ہیں۔ انڈیا میں الیکشن کمیشن اتنا مضبوط ہے کہ وہ کسی بھی ملزم یا ڈیفالٹر کو موقع پر کئی سالوں کی سزا سنا سکتا ہے۔ اس حوالے سے یہ خبریں بھی آ رہی ہیں کہ ہمارا الیکشن کمیشن بھی اپنے ریٹرننگ آفیسرز کو یہ اختیار دے رہا ہے کہ وہ بھی کسی ڈیفالٹر کو موقع پر سزا دے۔ اگر یہ معاملہ عملی طور پر پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تو پھر حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ہر ووٹر کی فوٹو بھی ساتھ لگ جائے تو اس سے صورت حال مزید بہتر ہو سکے گی۔ لیکن ہمارے ہاں یہ سب باتیں صرف اعلانات کی حد تک رہ جاتی ہیں، تاہم میں امید کرتا ہوں کہ اگر یہ معاملات اسی انداز سے نافذ ہو جائیں تو پھر الیکشن کمیشن مضبوط ہو جائے گا۔ جہاں تک طاہر القادری کی چیف الیکشن کمشنر کو تحلیل کرنے والی بات ہے تو یہ مطالبہ سراسر غیر آئینی ہے جسے ہرگز پورا نہیں کیا جا سکتا۔ آئین پاکستان کی رو سے الیکشن کمشنر کو صدر پاکستان بھی نہیں ہٹا سکتا۔

سوال: عبوری حکومت میں وزارت عظمیٰ کے لیے عاصمہ جہانگیر کا نام لیا جا رہا ہے۔ یہ خاتون فوج اور عدلیہ کو بے جا اور کھلے عام تنقید کا نشانہ بناتی ہیں۔ حب الوطنی کے حوالے سے بھی ان کا کردار مشکوک ہے۔ کیا پاکستانی قوم ایسی خاتون کو بطور وزیر اعظم قبول کر لے گی؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بات غور طلب ہے کہ ن لیگ اور پیپلز پارٹی نے وزارت عظمیٰ کے لیے عاصمہ جہانگیر کا نام کیوں دیا ہے؟ ہمارے ہاں اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہر بات کو ملکی فائدے کی بجائے اپنے ذاتی یا جماعتی فائدے کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس تجویز کے پس منظر میں وہ افواہیں بھی ہو سکتی ہیں جو یہاں گردش کر رہی ہیں کہ عبوری سیٹ اپ اب تین ماہ کی بجائے تین سال تک جاری رہے گا۔ ہو سکتا ہے کہ اس خوف کی وجہ سے پیپلز پارٹی اور ن لیگ نے اس نام پر تک مُک مُکا کیا ہو۔ اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ فوج اور عاصمہ جہانگیر کی آپس میں شدید دشمنی ہے، بلکہ عاصمہ جہانگیر کی تو فوج کے ہر عہدے دار کے ساتھ دشمنی ہے اور اُس کے وزیر اعظم ہوتے ہوئے فوج عبوری سیٹ اپ کو طول نہیں دے سکے گی۔ اگر فوج نے ایسا کیا تو عاصمہ جہانگیر فوج کے مقابلے میں آ جائے گی۔ لہٰذا عاصمہ جہانگیر کی صورت میں پیپلز پارٹی اور ن لیگ کے لیے جماعتی کے حوالے سے یہ پلس پوائنٹ ہے۔ لیکن ملک کی وزارت عظمیٰ کے منصب کے لیے عاصمہ کسی بھی طور اہل نہیں ہیں۔ اصولی طور پر کسی بھی وزیر اعظم کے چناؤ سے پہلے اس کے ماضی کی اچھی طرح سے جانچ پڑتال کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ ملک کا سب سے بڑا ایگزیکٹو عہدہ ہوتا ہے۔ ملک کی تمام ایجنسیاں اور ادارے اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اب تو یہ صورت حال ہے کہ آئین میں جو بیسویں آئینی ترمیم آئی ہے اس کے مطابق فوج کا سپریم کمانڈر بھی وزیر اعظم ہے۔ اس لحاظ سے اس عہدے کے لیے نامزد شخص کی مکمل جانچ پڑتال ہونی چاہیے۔ جبکہ عاصمہ جہانگیر کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ملعون بال ٹھاکرے کو جو پاکستان اور اسلام کا بدترین دشمن تھا اور جو ہر وقت اسلام اور پاکستان کے خلاف زہر اگلتا رہتا تھا، آئیڈیل قرار دیتی ہے۔ عاصمہ انڈیا جا کر بال ٹھاکرے جیسا لباس زیب تن کرنے اور اُس سے ملنے میں فخر محسوس کرتی ہیں۔ اس لحاظ سے عاصمہ جہانگیر کا کردار پاکستان اور خصوصاً اسلام کے حوالے سے بالکل مشکوک ہو جاتا ہے۔ ایسی

خاتون خواہ تین ماہ کے لیے وزیر اعظم بنے وہ پاکستان کو بھارت کے سامنے پیش کر دے گی۔ اس حوالے سے اس کو کسی بھی صورت میں پاکستان کا عبوری وزیر اعظم نہیں بنانا چاہیے۔ اس معاملے کی دینی و سیاسی جماعتیں جو مخالفت کر رہی ہیں وہ بالکل درست ہے۔ اسی طرح اسلام کے حوالے سے بھی سربراہ حکومت عورت نہیں ہونی چاہیے۔ عاصمہ جہانگیر نے تو فوج کے متعلق یہاں تک کہا تھا کہ ''پاکستان کو بچانا ہے یا فوج کو۔ دونوں میں سے ایک کو بچالو۔'' یہ انتہائی لغو بات ہے، کیونکہ ہم نے تو پاکستان کو بچانے کے لیے فوج بنائی ہے، بلکہ ہماری فوج کے دو اہم کام ہیں۔ ایک یہ کہ فوج ملکی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرے اور دوسرے ملک کی نظریاتی سرحدوں کی بھی حفاظت کرے اور میرے نزدیک یہ دوسرا کام فوج نہیں کر رہی ہے۔ عاصمہ اپنے ان گھٹیا بیانات سے فوج کو ملکی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت سے بھی بے دخل کرنا چاہتی ہیں۔ میرے نزدیک وہ انتہائی ناقابل یقین اور اس عہدے کے لیے انتہائی نااہل ہیں۔

سوال: بہاولپور جنوبی پنجاب کے نام سے صوبہ بنانے کا اعلان موجودہ حکومت کی آئندہ الیکشن میں سیٹیں حاصل کرنے کی سیاسی چال ہے یا واقعتاً چھوٹے صوبے اس وقت پاکستان کی ضرورت ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: نئے صوبوں کے حوالے سے میرا دل انتہائی غمگین ہے کہ ہمارے حکمران اپنے ذاتی مفادات اور چند سیٹوں کے حصول کے لیے ملکی مفادات کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔ کون کہتا ہے کہ صوبے نہیں بننے چاہئیں۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ یہ نئے صوبے آخر کس بنیاد پر اور کب بنیں۔ ہمارے حکمرانوں نے ان تمام باتوں کو نظر انداز کر کے غلط وقت پر غیر آئینی طور پر یہ بات اٹھائی ہے۔ سب سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ ہمارے حکمران ویسے تو آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی کی باتیں کرتے ہیں لیکن سب سے پہلے یہی لوگ آئین اور پارلیمنٹ کی مٹی پلید کرتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کا یہ عمل غیر آئینی اور غیر پارلیمانی ہے۔ ہمارے آئین کے مطابق اگر کسی صوبے کو تقسیم کرنا ہو تو سب سے پہلے اس صوبے کی طرف سے قرارداد آئے گی۔ لیکن حکومت نے وفاق کی جانب سے پہلے ہی شوشہ چھوڑ دیا تھا حالانکہ سب جانتے تھے کہ وفاق کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن صرف مسلم لیگ (ن) کو پنجاب میں مشکلات میں ڈالنے اور جنوبی پنجاب میں کچھ سیٹوں کے حصول کے لیے یہ غیر آئینی شوشا چھوڑا گیا اور اس سلسلہ میں ایک قومی کمیشن تشکیل دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں تنظیم اسلامی کے بانی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے آج سے 25 سے 30 سال پہلے فرمایا تھا کہ صوبوں کو چھوٹا کر کے ان کی تقسیم ہونی چاہیے، تاکہ انتظامی حوالے سے آسانی ہو، کیونکہ یہ صوبے آبادی اور رقبے کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کی بات کو لوگوں نے ایسے لیا جیسے وہ ملک تقسیم کرنے کی بات کر رہے ہوں۔ اس وقت ڈاکٹر اسرار احمدؒ پر سخت تنقید ہوئی تھی۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب کی بات بالکل درست تھی۔ آج ہم دہشت گردی کے حوالے سے اندرونی اور بیرونی سطح پر انتہائی بُری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔ ان سارے مسائل کے ہوتے ہوئے ہم نے یہ غیر آئینی معاملہ نامناسب وقت پر اٹھا دیا ہے، جبکہ آئینی طریقہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی ایک قرارداد منظور کرے اور مسلم لیگ (ن) نے آئینی طریقہ سے اس سلسلے میں اسمبلی سے قرارداد منظور کروائی لیکن اس نے قرارداد میں دو صوبوں کی بات کی تھی۔ ایک ریاست بہاولپور کو صوبائی حیثیت دے کر بحال کیا جائے اور دوسرا جنوبی پنجاب کا الگ صوبہ بنایا جائے۔ اس قرارداد کو منظور کرا کر انہوں نے وفاق میں بھیجا۔ آئینی لحاظ سے وفاق کا یہ فرض تھا کہ اس قرارداد کے مطابق عمل کرتا اور اس میں کوئی ترمیم یا کمی بیشی نہ کرتا۔ وفاق صرف ایک قومی کمیشن بنا سکتا ہے اور اُسے یہ مینڈیٹ دے سکتا ہے کہ آپ نے یہ دو صوبے بنانے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ پنجاب اسمبلی دو صوبے بنانے کا کہہ رہی ہے اور وفاقی حکومت قومی کمیشن کو صرف ایک صوبے کا ٹاسک دے رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ وفاقی حکومت کس آئینی ضابطے کے تحت قومی کمیشن کو صرف ایک صوبے کا ٹاسک دے سکتی ہے جبکہ متعلقہ پنجاب اسمبلی دو صوبوں کی منظوری کا کہہ رہی ہے۔ در حقیقت پیپلز پارٹی اس علاقے کے لوگوں کو دکھانے کے لیے اور آنے والے الیکشن میں سیٹیں حاصل کرنے کے لیے یہ فضول ڈرامار چا رہی ہے۔

سوال: ایم کیو ایم بھی نئے صوبوں کی حمایت کر رہی ہے۔ ایم کیو ایم کا اس میں کیا مفاد ہے؟ ایم کیو ایم اس معاملے کی حمایت کیوں کر رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ایم کیو ایم نئے صوبوں کی اس لیے حمایت کر رہی ہے، تاکہ وہ سندھ میں لسانی بنیادوں پر ایک نیا صوبہ تشکیل دے سکے۔ آپ سرائیکی صوبہ لسانی بنیادوں پر بناتے ہیں تو پھر ہر قوم کو یہ حق ہوگا کہ اپنی زبان کے لحاظ سے نئے صوبے کا مطالبہ کرے، بلکہ ہزارہ میں تو اس حوالے سے باقاعدہ تحریک کا آغاز ہو چکا ہے۔ اگر آپ لسانی بنیادوں پر صوبے بنائیں گے تو پاکستان میں بیسیوں صوبے بن جائیں گے، اور یوں ایم کیو ایم کو بھی نیا صوبہ بنانے کا جواز مل جائے گا۔ صوبے یقیناً بننے چاہیں لیکن نئے صوبے لسانی کی بجائے انتظامی بنیادوں پر بنائے جائیں۔ لسانی بنیادوں پر صوبے بنانے کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہم پاکستان کے حصے بخرے کرنے پر خود تلے ہوئے ہیں۔

سوال: حکومتی پارٹی کے اہم رکن رضا ربانی نے انکشاف کیا ہے کہ غیر آئینی طریقہ سے تین سال کے لیے عبوری سیٹ اپ لانے کی سازش ہو رہی ہے۔ اس انکشاف کی حقیقت کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک رضا ربانی کا تعلق ہے تو یہ بات میں انتہائی سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں کہ جب میں پیپلز پارٹی پر نظر دوڑاتا ہوں تو پیپلز پارٹی میں رضا ربانی صاحب مجھے باضمیر شخص نظر آتے ہیں۔ عبوری حکومت کا انکشاف کرتے ہوئے یہ صاحب بہت جذباتی ہو رہے تھے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ربانی صاحب کے پاس کوئی ایسی خبر یا اطلاع ضرور ہے۔ میرے نزدیک ان کے اس انکشاف میں کسی حد تک سچائی لگتی ہے۔ اگرچہ ہم کسی غیر آئینی کام کے حق میں نہیں لیکن یہ بات بھی سچ ہے کہ آئین ملک کے لیے ہوتا ہے ملک آئین کے لیے نہیں ہوتا۔ اگر واقعتاً ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ ملک کی سلامتی ہی خطرے میں پڑ گئی تو یہ بات ہو سکتی ہے، کیونکہ ڈاکٹر طاہر القادری نے بھی سپریم کورٹ میں رٹ دائر کی ہے کہ یہ الیکشن کمیشن غیر آئینی ہے، لہٰذا اسے تحلیل کیا جائے۔ طاہر القادری صاحب کی اس بات میں وزن ہے کہ جب یہ الیکشن کمیشن تشکیل دیا جا رہا تھا تو اس کے ممبران ہی پورے نہیں تھے۔ لہٰذا آپ خود سوچیے کہ جب الیکشن کمیشن ہی تحلیل ہو جائے گا تو پھر الیکشن کہاں جائیں گے۔ اسی لیے رضا ربانی کا یہ کہنا ہے کہ یہ اس لیے کہا جا رہا ہے تاکہ الیکشن کمیشن کو متنازعہ بنا کر تحلیل کر دیا جائے، کیونکہ

جب الیکشن کمیشن کو تحلیل کر کے نیا سیٹ اپ لایا جائے گا تو پھر وہ نیا سیٹ اپ تین ماہ کے لیے تو نہیں ہو گا۔ تین ماہ میں تو الیکشن کمیشن نہیں بن سکے گا۔ کیونکہ یہ کہا جا رہا ہے کہ پاکستان کا معاشی سیٹ اپ انتہائی مخدوش ہو چکا ہے اور اب تو آئی ایم ایف نے بھی ٹکا سا جواب دے دیا ہے۔ لہٰذا نیا سیٹ اپ اب تین ماہ میں ممکن نہیں ہے کیونکہ انتخابات کے بعد جب نیا بجٹ بنے گا تو میری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ نیا بجٹ کیسے بنے گا۔ لہٰذا اس صورت حال کو سامنے رکھ کر یہ قیاس آرائی کی جاسکتی ہے کہ اس سلسلے میں باقاعدہ سکیم بنائی جا رہی ہے۔ رضا ربانی نے یہ بات اشارۃً بتائی ہے، مگر یہ بات پیپلز پارٹی کے بعض دیگر ذرائع سے بھی سامنے آ چکی ہے کہ عدلیہ اور فوج ایک ایسا سیٹ اپ سامنے لانا چاہتی ہیں جو ان لوٹ کھسوٹ کرنے والے سیاست دانوں سے نجات دلا کر پاکستان کو مضبوط بنائے اور پھر الیکشن کروائے جائیں، تاکہ پاکستان بیرونی مداخلت سے بچ سکے۔ اسی طرح عبدالرحمٰن ملک نے کراچی کے لیے جو لفظ ''Fall'' استعمال کیا ہے یہ انتہائی خطرناک ہے۔ ویسے تو مجھے عبدالرحمٰن ملک سے 99.9% فیصد اختلاف ہی رہتا ہے لیکن یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ کراچی اس وقت انتہائی خطرناک صورتحال سے گزر رہا ہے۔ عبدالرحمٰن ملک نے یہ کہا ہے کہ اگر خدانخواستہ کراچی Fall ہوتا ہے تو اس کی ذمہ داری حکومت اور ایجنسیوں پر ہو گی۔ کراچی کی موجودہ صورت حال یہ ہے کہ جس دن دس سے بارہ افراد کی ٹارگٹ کلنگ کی خبر نہ آئے تو وہ خبر ہی تسلیم نہیں کی جاتی۔ یعنی کراچی میں اب 10 سے 12 افراد کا قتل عام انتہائی معمولی بات تصور کی جاتی ہے۔ عبدالرحمٰن ملک کا یہ کہنا ہے کہ فروری میں ایک بہت بڑی دہشت گردی کی اطلاع موصول ہوئی، یہ بھی ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں اس وقت انتخابات کا ہونا ہمارے دشمن کو گوارا نہیں۔ ہمارے دشمن یہ نہیں چاہتے کہ اس وقت پاکستان میں انتخابات ہوں۔ کیونکہ انہیں آصف علی زرداری جیسا وفادار کوئی اور شخص نظر نہیں آ رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آصف زرداری اور پرویز مشرف دونوں پاکستان کے مجرم ہیں، کیونکہ یہ لوگ امریکی آشیر باد میں اتنے آگے نکل گئے تھے کہ اینٹی پاکستان ہو گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستان کے مفادات کے خلاف ہیں۔ پرویز مشرف نے قبائلی علاقوں کے بعض حصوں کو آئی ایس آئی کے لیے نوگو ایریا بنا دیا تھا اور ایم آئی سکس اور سی آئی اے کو ان علاقوں میں کھلی چھٹی دے دی تھی کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں۔ لہٰذا اس کا نتیجہ وہی نکلا جو آج ہم دہشت گردی کی صورت میں بھگت رہے ہیں۔ یہی بات آصف علی زرداری نے دہرائی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ کوئی ایسا سیٹ اپ آ سکتا ہے جو الیکشن کو ملتوی کر دے، ایسا ہو سکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ عبوری سیٹ اپ غیر آئینی ہے تو اسے پاکستان کے مفاد کے لیے کام کرنا چاہیے اور پاکستان کی حیثیت کو بہتری کی سطح پر لانا چاہیے۔ پھر ہم اس سیٹ اپ کے ساتھ ہوں گے، کیونکہ آئینی حیثیت عزیز تر ہے لیکن ملک سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔

سوال: چیئرمین فصیح بخاری نے صدر کو خط لکھا اور کہا ہے کہ میں سپریم کورٹ کے دباؤ کی وجہ سے استعفا دے دوں گا۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میری دلیل اس حوالے سے انتہائی سادہ ہے۔ وہ یہ کہ آپ کسی حکومتی کارندے سے بات کریں اور اسے بتائیں کہ اس کی گورننس انتہائی خراب ہے تو وہ یہی کہے گا کہ پھر آپ اسمبلی میں ہمارے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لائیں اور دوسری حکومت لے آئیں یا پھر اگلے الیکشن میں کسی دوسری پارٹی کو منتخب کر لیں۔ سپریم کورٹ کے حوالے سے میں ان کا یہی جواب ان کے منہ پر مارتا ہوں۔ اگر سپریم کورٹ کا چیف جسٹس دیانت دار نہیں ہے تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ جوڈیشل کمیشن میں اس کا کیس بھیج دیں کیونکہ جوڈیشل کمیشن کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ فوری طور پر اجلاس بلا کر چیف جسٹس کو برطرف کر دیں۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ جوڈیشل کمیشن کے جج صاحبان افتخار چودھری کے ساتھ ہیں۔ جوڈیشل کمیشن کے گیارہ ججوں میں سے غالباً نو جج چیف جسٹس افتخار چودھری کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ پاکستان میں ہونے والی کرپشن میں اگر کوئی شخص رکاوٹ بنا ہے تو وہ چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چودھری ہیں۔ اسی لیے فصیح بخاری کو چیف جسٹس کھٹکتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب یہی فصیح بخاری نیوی کے ایڈمرل تھے تو اُن کے دور میں فرانس کی آگسٹا آبدوزوں میں کرپشن کا اسکینڈل سامنے آیا تھا۔ اس کرپشن اسکینڈل میں یہ صاحب پوری طرح ملوث تھے۔ ہماری حکومت کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ہر اس شخص کو بڑا سرکاری عہدہ دیتی ہے جس کا ماضی انتہائی داغدار ہو کیونکہ اگر ایماندار شخص آ گیا تو وہ ہمارے لیے بڑا مسئلہ کھڑا کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ حکومت کے دور میں جتنے بھی چیئرمین نیب آئے وہ انتہائی کرپٹ لوگ تھے۔ نیب کا کام تو چوروں کو پکڑنا ہے جبکہ ہمارے یہاں نیب نہ صرف چوروں کو چھوڑ رہا ہے بلکہ چور پیدا کر رہا ہے۔ کیونکہ اب تک نیب کے جتنے بھی کیس سامنے آئے ہیں ان کیسوں میں انہوں نے تمام چوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں کو چھوڑ دیا ہے۔ اب تک نیب نے جتنی بھی ریکوری کی ہے، وہ صرف اور صرف سپریم کورٹ کی جانب سے ہی ہوئی ہے۔ اس میں ذرا برابر بھی نیب کو کریڈٹ نہیں جاتا۔ سپریم کورٹ میں چیف جسٹس کا کردار چیئرمین نیب کی نسبت انتہائی صاف شفاف اور اجلا ہے۔

سوال: IRI کے تازہ ترین سروے کے مطابق مسلم لیگ (ن) ملک کی مقبول ترین جماعت بن گئی ہے پاکستان جیسے ناخواندہ ملک میں ایسے سروے کیا significance ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ اس سروے کے مطابق اگرچہ مسلم لیگ ''ن'' کی رپورٹ اچھی ہے اور IRI نے لازمی طور پر ایسا غیر جانبداری کی بنیاد پر کیا ہو گا۔ البتہ ایک بات سے ان کی جانبداری مشکوک ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پاکستان میں اس کے پارٹنر کا تعلق مسلم لیگ ''ن'' سے ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ عمران خان کی تحریک انصاف کا گراف جو بڑی تیزی سے اوپر گیا تھا اب وہ کسی حد تک نیچے آ گیا ہے اور نواز شریف کا گراف جو کافی نیچے تھا اب وہ یکا یک اوپر آیا ہے۔ اب عام آدمی بھی یہ سمجھتا ہے کہ نواز شریف کا گراف پہلے کی نسبت بہتر ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ IRI کی ساکھ بہت اچھی اور اُس کے سروے امریکہ میں انتہائی کامیاب اور مقبول سمجھے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے ملک میں بھی ان کا یہ سروے نسبتاً صحیح معلوم ہوتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک IRI کو ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے تھا کہ وہ پاکستان میں ایسے شخص کو اپنا پارٹنر بناتے جس سے ان کی جانبداری پر ذرا بھی شک کیا جا سکے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فرقان دانش

نام ونسب:

آپؒ کا نام نامی "محمد" تھا اور کنیت ابو عبداللہ تھی۔ شجرۂ نسب یہ ہے: "محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ بن بذذبہ" اخیر کے دوناموں کے بارے میں اس قدر موجود ہے کہ یہ حضرات فارسی النسل تھے۔ مغیرہ نے یمان جعفی، حاکم بخارا کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور بخارا میں آکر بودوباش اختیار کی۔ یہیں امام بخاریؒ کی ولادت ہوئی۔ آپؒ کی تاریخ ولادت 13 شوال 194 ہجری بعد نماز جمعہ بتائی جاتی ہے۔ امام بخاریؒ کے والد اسماعیل کی کنیت ابوالحسن ہے، جو بڑے پایہ کے محدث تھے اور امام مالکؒ کے صحبت یافتہ تھے۔ امام بخاریؒ کی والدہ بڑی عابدہ تھیں۔ بچپن میں امام بخاریؒ کی نظر جاتی رہی تھی۔ والدہ محترمہ نے بیٹے کی صحت یابی کے لئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی اور عاجزی سے رونا شروع کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ تمہارے رونے اور دعا کرنے سے تمہارے بیٹے کی آنکھیں خدا نے درست کر دیں۔" وہ کہتی ہیں کہ "جس شب کو میں نے خواب دیکھا اسی صبح میرے بیٹے محمد کی بینائی لوٹ آئی (طبقات کبریٰ)

تعلیم وتربیت:

والدین کے علم وفضل سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؒ کی پرورش کیسے ماحول میں ہوئی۔ والد کا انتقال بچپن میں ہو گیا اور پرورش کی ذمہ داری والدہ نے سنبھالی۔ جب آپؒ نے ہوش سنبھالا تو خود آپ کے دل میں حفظِ حدیث وتحصیل فنونِ اسلامیہ کا شوق پیدا ہوگیا۔ خود امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے اس وقت حفظِ حدیث کا شوق دیا جبکہ میں مکتب ہی میں تھا، اور میری عمر دس برس یا اس سے بھی کم ہوگی۔ اسی عمر سے ان میں یہ شوق بھی پیدا ہو گیا تھا کہ صحیح احادیث کو الگ کریں۔ حدیثوں کے علل کو پہچانیں۔ رواۃِ حدیث کے حالات سے واقفیت حاصل کریں۔ سلسلۂ روایات کو ایک دوسرے سے ملا کر ان کی جانچ پڑتال کریں اور فنِ حدیث کو درجۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ آپؒ نے احادیث سے مسائل کا استنباط کیا اور آیات قرآنیہ کو احادیث پر تطبیق دی۔ امام بخاریؒ نے بخارا میں محمد بن سلام بیکندی، محمد بن یوسف بیکندی، عبداللہ بن مسندی اور ابراہیم بن الاشعث جیسے اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ (طبقات کبریٰ) تحصیل علم کے دوران آپؒ کو ستر ہزار سے زائد احادیث ازبر تھیں۔ ان احادیث کے راویوں کی وفات، جائے سکونت اور دیگر حالات بھی یاد تھے۔ جو اقوال یا افعال کسی صحابیؓ یا تابعیؒ سے منسوب ہوتے اس کے بارے میں یہ علم بھی رکھتے تھے کہ یہ کس آیت یا حدیث سے ماخوذ ہے۔ (مقدمہ فتح الباری)

> آپؒ غیبت سے نہایت کنارہ کش رہتے تھے۔ فرماتے، جب سے مجھے علم ہوا کہ غیبت حرام ہے اس وقت سے میں نے غیبت نہیں کی۔

امام بخاریؒ نے تحصیل علم سے فارغ کر سولہ برس کی عمر میں حجاز کا سفر کیا۔ آپؒ اپنی والدہ اور بھائی احمد کے ساتھ 210 ہجری میں مکہ پہنچے۔ والدہ اور بھائی حج سے فراغت کے بعد وطن واپس چلے گئے جبکہ امام صاحب نے مکہ میں اقامت اختیار کی اور امام ابوالولید احمد بن الازرقی، عبداللہ بن یزید، اسماعیل بن سالم الصائغ، ابوبکر عبداللہ بن الزبیر اور علامہ حمیدی کی درسگاہوں میں بیٹھنا شروع کیا۔ 212 ہجری میں آپؒ مدینہ پہنچے اور اس وقت کے قابل ذکر اساتذہ کے درس میں شریک ہونے لگے۔

حجاز میں مدت قیام چھ برس ہے۔ اس کے بعد آپؒ بصرہ، کوفہ، بغداد، شام، جزیرہ خراسان، مرو، بلخ، ہرات اور رے میں طلب علم کی غرض سے تشریف لے گئے۔ امام بخاریؒ نے جس فن میں دست گاہ حاصل کی، وہ عللِ حدیث کا علم ہے۔ علت حدیث کا علم نہایت دقیق اور مشکل سمجھا جاتا ہے۔ یہی شغف آپؒ کی مشہور تصنیف "صحیح بخاری" کی تالیف کا موجب بنا۔ صحیح بخاری کی تالیف کی تفصیل آگے آئے گی۔

اخلاق وعادات

آپؒ کے مزاج میں خداترسی بہت تھی۔ رحم دلی، انصاف پسندی گویا آپ کے اوصاف خلقی تھے۔ عبداللہ بن محمد الصیارفی کہتے ہیں میں ایک دفعہ محمد بن اسماعیل (امام بخاریؒ) کی خدمت میں ان کے مکان پر حاضر تھا۔ آپؒ کی لونڈی قریب سے گزرنے لگی تو اس کے پاؤں کی ٹھوکر سے دوات الٹ کر روشنائی گر گئی۔ امام بخاریؒ نے غصہ سے فرمایا: "کس طرح چل رہی ہے۔" شوخ لونڈی نے جواب دیا: "اگر راستہ نہ ہو تو کیونکر چلوں۔" امام صاحب نے یہ جواب سن کر فرمایا: "جا میں نے تجھے آزاد کیا۔" صارفی کہتے ہیں، میں نے عرض کیا، آپ کو اس نے غصہ دلایا اور آپؒ نے اسے آزاد کر دیا۔ امام بخاریؒ نے جواب دیا وہ اس کا فعل تھا لیکن میں نے اپنے نفس کو اس پر راضی کر لیا۔

ایک دفعہ آپؒ سے کچھ تاجروں نے پانچ ہزار نفع دے کر مال خریدنا چاہا۔ امام صاحب نے فرمایا: اب آپ تشریف لے جائیں، میں صبح اس بات کو پختہ کروں گا۔ صبح ہوئی تو دوسرے تاجر نے دس ہزار نفع دے کر خریدنا چاہا تو آپؒ نے انکار کر دیا اور کہا کہ بوقت شب جو تاجر آیا تھا میں نے اسے مال دینے کی نیت کر لی تھی۔ لہٰذا وہ مال پہلے تاجر کے حوالے کر دیا اور پانچ ہزار کے اضافہ کی مطلق پروا نہ کی اور فرمایا: میں اپنی نیت توڑنا پسند نہیں کرتا۔

حفص بن عمر الاشقر کہتے ہیں کہ ہم لوگ بصرہ میں حدیث لکھتے تھے۔ ہمارے ساتھ امام بخاریؒ بھی کتابت حدیث میں شریک تھے۔ ایک موقع پر امام صاحب چند یوم کے لئے غیر حاضر تھے۔ تلاش ہوئی تو آپؒ اپنے حجرہ میں ایک چادر میں لپٹے ملے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خرچ ختم ہوگیا ہے اور بدن کے کپڑے بھی فروخت ہو چکے ہیں، بالآخر ہم نے آپؒ کو لباس مہیا کیا تو آپؒ ہمارے ساتھ کتابت میں شریک

ہوئے۔ ایسی حالت میں بھی آپؒ نے کسی سے اپنی حاجت پیش نہ کی۔

ایک دفعہ ایک شخص نے مسجد میں آپؒ کی ریش مبارک سے ایک تنکا نکال کر وہیں مسجد میں ڈال دیا۔ جب تک لوگ آپؒ کی خدمت میں حاضر رہے آپؒ دوران گفتگو برابر اس تنکے پر نظر رکھتے رہے۔ بالآخر آپؒ نے وہ تنکا اٹھایا اور مسجد سے باہر ڈال دیا کہ یہ آداب مسجد میں سے ہے اور مسجد کا احترام ہے۔ جس چیز سے داڑھی کو صاف رکھا جائے اس سے مسجد کو بھی صاف رکھنا چاہیے۔ (مقدمہ الفتح) آپؒ غیبت سے نہایت کنارہ کش رہتے تھے۔ فرماتے، جب سے مجھے علم ہوا کہ غیبت حرام ہے اس وقت سے میں نے غیبت نہیں کی۔ وراق کہتے ہیں، میں نے کہا آپؒ صحیح حدیث کی تلاش میں لوگوں کے احوال بیان کرتے ہیں، یہ بھی تو غیبت ہے۔ آپؒ نے فرمایا: تاریخ میں جو کچھ ہے متقدمین کے اقوال ہیں۔ ہم نے اپنی جانب سے کوئی بات نہیں کہی۔ (طبقات الکبریٰ) امام صاحب رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ آپؒ نے اتباع سنت میں تیراندازی میں مہارت حاصل کی۔ اسی طرح آپؒ نے ایک مہمان سرا تعمیر کرایا تو اس کی تعمیر میں مزدوروں کے ساتھ مل کر اینٹیں اٹھوائیں جیسا کہ مسجد نبویؐ کی تعمیر میں آپ صحابہؓ کے ہمراہ پتھر اور اینٹیں ڈھوتے تھے۔

امام بخاریؒ سلاطین اور امراء کی مجالست اور مخالطت سے دور رہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کی صحبت میں کبھی دین کی استقامت باقی نہیں رہ سکتی۔ وہ اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ امراء کی صحبت میں علم کی ذلت اور ان کی خوشامد میں دین کا نقصان ہے۔

امام بخاریؒ زمین کے جس خطہ میں تشریف لے جاتے آپؒ کی مجلس میں مسلمانوں کا اس قدر ہجوم ہوتا، کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی۔ آپؒ کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی کتابت احادیث کی اصلاح آپؒ سے سن کر کرتے تھے۔

صحیح بخاری کی تالیف

امام بخاریؒ کی مشہور تصنیف کا پورا نام "الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول (اللہ ﷺ) وسننہ وایامہ بہا" ہے۔ اس کتاب کی تالیف کی وجہ یہ بنی کہ آپؒ کے زمانہ سے قبل بہت سی مسندات مرتب ہو گئی تھیں، لیکن اہل بدعت نے من گھڑت احادیث کا ایک خطرناک سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ لہٰذا امام صاحب نے جب دیکھا کہ آپؒ سے پہلے کتب میں صحیح حسن اور ضعیف قسم کی احادیث بھی موجود ہیں۔ تو آپؒ نے احادیث کی چھانٹی کا کام شروع کیا۔ آپؒ نے کوئی حدیث اس وقت تک داخل نہیں کی جب تک غسل کر کے دو رکعت نماز ادا کر کے استخارہ نہ کر لیا۔ جب تک آپؒ کو کامل اطمینان قلب نہ ہو جاتا آپؒ اس حدیث کا اندراج نہ کرتے۔ آپؒ نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے چھانٹ چھانٹ کر صحیح بخاری میں احادیث جمع کیں۔ اس عظیم کتاب کے علاوہ آپؒ نے متعدد کتب تحریر کیں مثلاً التاریخ الکبیر، التاریخ الصغیر، الادب المفرد، الجامع الکبیر اور التفسیر الکبیر وغیرہ:

وفات:

خالد بن احمد ذہلی، حاکم بخارا سے اختلاف کے باعث آپؒ نے بخارا چھوڑ دیا اور سمرقند کے قریب ایک بستی "خرتنک" میں فروکش ہو گئے۔ آپؒ نے شب عید الفطر 256 ہجری کو تیرہ دن کم 62 برس کی عمر میں وفات پائی اور اسی بستی میں دفن ہوئے۔ احادیث رسول ﷺ کی جانچ پڑتال اور ان کی جمع و ترتیب پر اُمت تا قیامت آپؒ کو خراج تحسین پیش کرتی رہے گی۔

❁❁❁❁

اسلامی انقلاب کے تقاضے اور ڈاکٹر طاہرالقادری

محمد نذیر یٰسین
naziryaseen@yahoo.com)

علامہ طاہرالقادری کے تاریخی لانگ مارچ، دھرنے اور حکومت کے ساتھ معاہدے کے بارے میں اگرچہ ہر کسی نے اپنی اپنی رائے دی تاہم سچی بات یہی ہے کہ اس کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ تاریخ ہی کرے گی۔ فی الوقت اسے ایک ایسی فتح قرار دیا جا سکتا ہے جس سے مزید فتوحات کا دروازہ کھلنے کا امکان موجود ہے مگر اس بات کا خدشہ بھی موجود ہے کہ اسلام آباد لانگ مارچ کا اعلامیہ، طاہرالقادری کی سیاسی خودکشی ثابت نہ ہو جائے۔ اگرچہ علامہ صاحب کی زبان سے اسلامی انقلاب کا لفظ تو ایک بار بھی نہیں نکلا ہے، تاہم وہ تبدیلی و انقلاب کے داعی بن کر ضرور سامنے آئے ہیں۔ لہٰذا بہت سے ذہنوں میں یہ بات ضرور موجود ہوگی کہ علامہ صاحب پاکستان میں ایک اسلامی انقلاب لانے کے لئے مصروف عمل ہیں۔ ایسے حضرات کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ علامہ صاحب موجودہ جمہوری نظام میں کچھ اصلاحات کے داعی تو ضرور دکھائی دیتے ہیں، مگر وہ پاکستان میں اسلامی انقلاب لانا چاہتے ہیں اور نہ ہی اس کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اس پس منظر میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی انقلاب کے وہ بنیادی تقاضے جو درحقیقت علامہ صاحب اور اُن کی جماعت کی خامیاں بن کر سامنے آئے ہیں، بیان کر دیئے جائیں۔ یہ تقاضے یا بالفاظ دیگر علامہ صاحب کی خامیاں ذیل میں بیان کی جارہی ہیں:

1۔ حقیقی اسلام کی ترجمانی کی ضرورت:

اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے کھڑی ہونے والی کسی شخصیت و جماعت کے لئے حقیقی اسلام کا ترجمان و نمائندہ ہونا شرطِ اولین ہے۔ حقیقی اسلام سے مراد، وہ اسلامی عقائد، احکامات اور تعلیمات ہیں، جن کی بنیاد نہ صرف قرآن وسنت کی محکم نصوص پر رکھی گئی ہے بلکہ وہ اُمت کے جمہور مسالک کے جید و ثقہ علمائے کرام کے مابین متفق علیہ بھی ہیں۔ بدقسمتی سے علامہ طاہرالقادری اور ان کی جماعت اس پہلی بنیادی شرط پر ہی پورا نہیں اترتی ہے، جس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ ہمارے ہاں ملک میں، بین المسالک ہم آہنگی و اتحاد کے جتنے بھی فورمز موجود ہیں، اُن میں سے کسی میں بھی علامہ صاحب کو نمائندگی حاصل نہیں ہے۔ اس کے برعکس ایک طرف تو علامہ صاحب کے روشن خیال، تصور اسلام کو اہل مغرب کے ہاں خصوصی شرف قبولیت و پذیرائی حاصل ہے اور دوسری طرف اپنے خوابوں اور من گھڑت مذہبی تاویلات کے ذریعے اُنہوں نے ایک ایسے تصور دین کی اشاعت جاری رکھی ہوئی ہے جو نہ صرف اُمت کے مجموعی تصورات سے مختلف ہے بلکہ اُن کے ہم مسلک لوگ بھی اسے تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ قانون ناموس رسالت، نماز، پردے اور شعائر اسلام مثلاً داڑھی وغیرہ کے متعلق اُن کی لچک کا علم تو اکثر لوگوں کو پہلے سے ہے، مگر ایک حالیہ اخباری اطلاع کے مطابق مغربی ممالک میں اُن کے بیشتر اسلامی مراکز و مساجد کے قیام میں بھی مروجہ مغربی سودی نظام کی آلائشوں سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔

2۔ فرقہ واریت سے بالاتر ہونا:

اسلامی انقلاب کے داعی کو فرقہ واریت سے بالاتر ہونا چاہئے، تاکہ دوسرے مسالک کے لوگ نہ صرف اُس پر اعتماد کر سکیں بلکہ اُس کے مقصدِ انقلاب کی تائید و حمایت پر بھی آمادہ ہو سکیں۔ بدقسمتی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور روشن مزاج ہونے کے باوجود علامہ صاحب اور اُن کی جماعت اپنے مسلکی خول سے باہر نہیں آسکی ہے، جس کا واضح ثبوت دوسرے مسالک (اہل تشیع کے سوا) کے متعلق اُن کا معاندانہ رویہ ہے۔ لانگ مارچ کے موقع پر جب اُن کی جماعت کو وسیع تر عوامی حمایت کی اشد ضرورت تھی، اُن کا ایک ترجمان ایک ٹی وی چینل پر اپنے ہی ایک ہم مسلک عالم دین کو یہ طعنہ دیتے سنا گیا کہ ہم نے آپ کی طرح گستاخ رسول دیوبندیوں کو گلے نہیں لگایا۔

3۔ داعی انقلاب کا صادق وامین ہونا:

اسلامی انقلاب کے داعی کا کردار، لوگوں کے سامنے، ایک ایسے صاف و شفاف آئینے کی مانند ہونا چاہئے جس میں کسی قسم کا کوئی داغ نہ ہو، جس کی سب سے بڑی علامت، اس کا صادق وامین ہونا، ہوتا ہے۔ افسوس علامہ صاحب ان اوصاف سے محروم ہیں کیونکہ اُن کے نہ صرف بہت سے دعوے جھوٹے ثابت ہو چکے ہیں بلکہ عدالت بھی اُنہیں دروغ گو قرار دے چکی ہیں۔ اپنے جلسے اور مارچ کے شرکاء کی تعداد بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کو بھی کذب بیانی میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

4۔ تضاد بیانی سے پاک ہونا:

داعی انقلاب کو اپنا موقف ایسے واضح اور دوٹوک انداز میں بیان کرنا چاہئے جس سے تضاد بیانی کا تاثر پیدا نہ ہو سکے اور لوگ اس تضاد بیانی کی وجہ سے داعی کی کردارکشی اور اس کے مقاصد پر شکوک وشبہات ظاہر نہ کر سکیں۔ علامہ صاحب کی ماضی کی تضاد بیانیوں اور قلابازیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے، اُن کی موجودہ پاکستان آمد کے بعد سے منظر عام پر آنے والے متضاد بیانات اور آئے روز تبدیل ہوتے ہوئے بیانات اور اہداف و مقاصد پر ہی کافی کچھ تحریر کیا جا سکتا ہے۔

5۔ داعی کا انداز عاجزانہ وناصحانہ ہونا چاہئے:

اسلامی انقلاب کے داعی میں عاجزی اور دوسروں کے لئے خیرخواہی کا جذبہ موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔ لوگوں کے سامنے تحکمانہ و متکبرانہ انداز میں دعوت دین پیش کرنے اور انہیں نامناسب القابات سے نوازنے کے بعد، اُن سے اس دعوت کو خوشدلی سے قبول کرنے کی امید رکھنا خودفریبی کے سوا

کچھ نہیں۔علامہ صاحب نے مینار پاکستان کے جلسے اور اسلام آباد دھرنا کے دوران میں اپنے خطابات میں جو انداز اختیار کیا، اس میں بدقسمتی سے عاجزی اور خیر خواہی کا عنصر مفقود تھا۔

6۔قائد اور کارکنوں کے مابین مساوات:

اسلام میں وی آئی پی ٹریٹمنٹ اور پروٹوکول کا کوئی تصور نہیں ہے لہٰذا کسی اسلامی انقلابی جماعت کے سربراہ اور اس کے کارکنوں کے مابین اس طرح کے فاصلے اور دُوریاں نہیں ہوا کرتیں۔ کسی خاص معرکے کے دوران تو اس کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ مگر ساری دنیا نے دیکھا (اور بجا طور پر اسے ہدف تنقید بھی بنایا) کہ لانگ مارچ کے دوران علامہ صاحب اپنے کارکنوں سے دُور، اُس کنٹینر میں مستقل براجمان رہے جس میں زندگی کی تمام آسائشوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔

7۔وفاداری صرف اپنی قوم کے ساتھ ہونی چاہیئے:

ہم جانتے ہیں کہ تمام اقوام میں مبعوث ہونے والے انبیاء ورسل کو، اُن کی اپنی قوم سے ہی منتخب کیا گیا تھا، تاکہ اُن کے کردار پر کسی قسم کی کوئی انگلی نہ اٹھائی جاسکے۔ نبی اکرم ﷺ کو اگرچہ پوری نوع انسانی کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا تھا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مؤثر و فیصلہ کن حیثیت حاصل ہونے تک انہوں ﷺ نے بھی اپنی دعوت وتبلیغ اور جہاد کو صرف سرزمین عرب تک محدود رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کسی غیر ملکی قوت سے کسی قسم کا کوئی تعاون بھی حاصل نہیں کیا تھا درآں حالانکہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو شاہ حبشہ (نجاشی) سے مدد و نصرت حاصل کر سکتے تھے مگر آپ ﷺ نے ایسا اس لئے نہیں کیا ہوگا کہ اس عمل سے اہل عرب میں نسلی ولسانی عصبیت پیدا ہوسکتی تھی۔ علامہ صاحب کی دوہری شہریت کے معاملے کو بھی اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہئے کیونکہ یہ محض کسی دوسرے ملک میں سکونت کا معاملہ نہیں ہے۔ موجودہ دور میں کسی ملک کی شہریت حاصل کرنے کے لئے اُس ملک سے وفاداری کے علاوہ، اُس کے آئین وقانون کی پاسداری کا حلف بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ علامہ صاحب جس ملک کی شہریت رکھتے ہیں، وہ غیر مسلم ملک ہے جس کے قوانین بھی ظاہر ہے کہ غیر اسلامی ہوں گے۔ ایک غیر اسلامی ملک کی شہریت حاصل کرنے کی گنجائش، کسی عام مسلمان کے لئے تو شاید نکل سکتی ہو مگر ایک ممتاز مذہبی شخصیت اور داعی انقلاب کے تو یہ ہرگز شایان شان نہیں ہے۔ علامہ صاحب پر ان کی دوہری شہریت کی وجہ سے جتنی تنقید کی گئی ہے، اگر وہ پاکستانی قوم سے واقعی مخلص ہوتے تو اب تک کینیڈین شہریت سے دستبرداری کا اعلان ضرور کر چکے ہوتے۔ علامہ صاحب کے حوالے سے یہ مسئلہ صرف دوہری شہریت کا بھی نہیں ہے بلکہ آثار و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ بین الاقوامی اسٹیبلشمنٹ کے کسی مخصوص عنصر نے اپنے کچھ مذموم عزائم و مقاصد کے حصول کے لئے، اُن کی پاکستان واپسی کو سپانسر کیا ہے۔ چونکہ پاکستان ہمیشہ سے عالمی سازشوں کا شکار رہا ہے، لہٰذا پاکستانی قوم بھی اس معاملے میں بہت حساس ہوچکی ہے، اس لئے یہاں ہونے والے ہر خلاف معمول واقعہ کو بین الاقوامی سازش قرار دینے کا رجحان عام ہے۔ اس صورتحال میں کسی ایسے واقعہ یا تحریک پر جس کی ڈوریں واضح طور پر باہر سے ہلتی ہوئی دکھائی دیتی ہوں، شکوک وشبہات کے گہرے بادل چھا جاتے ہیں جو اُس واقعہ، تحریک یا اُس سے وابستہ کرداروں کو متنازعہ اور عوامی سطح پر غیر مقبول بنا دیتے ہیں۔

8۔کامیابی کے لئے مطلوب طاقت کا حصول:

ہم جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بھی کفار کے خلاف، اُسی وقت جہاد وقتال کا سلسلہ شروع کیا تھا، جب انہیں مدینہ میں آباد، اوس وخزرج کے مضبوط و جنگجو عرب قبائل کی عملی حمایت حاصل ہوگئی تھی۔ اس پس منظر میں ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ایک کامیاب اسلامی انقلاب کے لئے عملی اقدام کرنے سے پہلے اتنی طاقت کا حصول ضروری ہے، جس سے تبدیلی کی قوی امید کی جاسکتی ہو بصورت دیگر ایسی تحریک نہ صرف ناکامی سے دوچار ہوگی بلکہ مایوسی پھیلانے کے علاوہ کشت وخون کا باعث بھی بنے گی۔ علامہ صاحب نے اس بنیادی نکتہ کو نظر انداز کر دیا اور مطلوبہ طاقت حاصل کئے بغیر تبدیلی وانقلاب کا بلند آہنگ نعرہ بلند کر دیا اور بالآخر بڑی مشکل سے عزت بچا کر واپس آسکے۔ ہوسکتا ہے کہ پاکستان واپسی سے قبل اُنہیں دیگر جماعتوں کی طرف سے عملی تعاون فراہم کی خفیہ یقین دہانی کرائی گئی ہو مگر پاکستان کے معروضی حالات کی روشنی میں اس پر عمل کرنا ممکن نہ رہا ہو۔ ایم کیو ایم، تحریک انصاف اور ق لیگ کی طرف سے پہلے پہل علامہ صاحب کی حمایت کے اعلانات اور پھر اس سے دست برداری، ایسے ہی کسی منصوبے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ لگتا ہے کہ قادری صاحب کو بین الاقوامی اسٹیبلشمنٹ کے کسی عنصر کی پشت پناہی تو ضرور حاصل تھی مگر مقامی اسٹیبلشمنٹ نے اُن کے کاندھوں پر دست شفقت رکھنے سے انکار کر دیا تھا، تاہم اُنہیں فیس سیونگ فراہم کرنے میں ضرور مدد فراہم کی تھی۔ یقیناً یہ کوئی خفیہ ہاتھ ہی تھا جس نے ایک روز پہلے تک قادری صاحب کی نقلیں اتارنے والے وزیروں کو اگلے دن، اُن سے ہنستے مسکراتے بغل گیر ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

علامہ صاحب کے کردار اور تحریک کی ان تمام تر خامیوں و کمزوریوں کے باوجود، اُن کے اختیار کردہ طریقہ کار و لائحہ عمل کی ستائش نہ کرنا بھی بے انصافی ہوگی۔ اپنے مطالبات کی منظوری کے لئے انہوں نے پرامن احتجاجی تحریک کا جو راستہ اختیار کیا، یقیناً اسی پر عمل کرتے ہوئے پاکستان میں اسلامی انقلاب کی منزل بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ چونکہ پاکستان کا قیام اسلام کے نام پر ہوا تھا اور قرارداد مقاصد کی صورت میں، اس کے آئین میں بھی اسلام کی ایک مضبوط اساس موجود ہے، لہٰذا یہاں اسلام کے عملی نفاذ کے لئے بھی ایک مضبوط عوامی تحریک برپا کئے جانے کا امکان بدرجہ اتم موجود ہے۔ اگر یہاں نفاذ اسلام کے یک نکاتی مطالبے کی بنیاد پر کوئی موثر تحریک کھڑی ہوتی ہے تو اسے نہ صرف بھرپور عوامی تائید وہمدردی (جس سے علامہ صاحب محروم تھے) حاصل ہوسکتی ہے بلکہ اس تحریک کی اُس طرح سے مخالفت کرنا بھی ممکن نہ ہوسکے گا جیسا کہ بیشتر سیاسی جماعتیں طاہر القادری کے خلاف متحد و متفق ہوگئی تھیں۔ اگر اُس تحریک اور اس کے برپا کرنے والوں میں وہ مطلوبہ خوبیاں و اوصاف موجود ہوں گے، جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور وہ اُن خامیوں و کمزوریوں سے بھی پاک ہوگی جو علامہ صاحب اور ان کی تحریک میں نظر آئی ہیں، تو پھر اُس اسلامی تحریک کی کامیابی کے امکانات کئی گنا زیادہ ہوجائیں گے۔

❁❁❁❁❁

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

ایک فحش تہوار کی ترویج کیوں؟

راحیل گوہر

انسان بدن اور روح کا مرکب ہے۔ان دونوں عناصر کی آبیاری انسان کے اپنے طرز عمل پر منحصر ہے۔ روح امر رب ہے اور بدن کو مصوّر کائنات نے گندے پانی کی ایک بوند سے تخلیق کیا ہے۔ پھران دونوں کے مرکب انسان کو مسجود ملائک بنادیا۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (۲۹)﴾ (سورۃ الحجر)

”پس جب میں اسے درست کرچکوں اور اپنی روح میں سے کچھ پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدہ ریز ہوجانا۔“

فرشتوں کو انسان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم اس کے جسد خاکی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس روح کے سبب دیا گیا ہے جس نے اسے اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کیا۔جب انسان کی بداعمالیوں اور سرکشی کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق کمزور پڑتا ہے تو ابلیسی قوتیں انسانی وجود پر غالب آنے لگتی ہیں اور وہ فسق و فجور کی جانب مائل ہوجاتا ہے۔یوں اچھا بھلا انسان وحشی کا روپ دھار لیتا ہے اور اسی وحشی پن کے مظاہرے میں سے ایک جنسی بے راہ روی ہے۔اسی کے زیر اثر آج مغرب میں جابجا جنسی اختلاط کے اڈے کھول دئے گئے ہیں۔ہم جنس پرستی کی کھلی اجازت دیدی گئی ہے مغرب کی گمراہی نے عورت کو سرراہ بے لباس کردیا ہے مغربی عورت کسی کی نہیں اور سب کی ہے۔اس گندے اور پُر تعفن معاشرے میں مختلف حیلوں اور بہانوں سے جنسی بے راہ روی اور اخلاقی بگاڑ کو فروغ دیا جارہا ہے اور اس طرح اپنے نفس خبیثہ کو تسکین پہنچائی جارہی ہے مغرب نے اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لئے ایک طرف دنیا کے مادی مسائل پر بھرپور قبضہ کیا تو دوسری جانب امت مسلمہ پر اپنی فکر و ثقافت کے غلبہ کے لئے میڈیا کو بطور ہتھیار استعمال کیا ہے۔ چنانچہ آج ہمارا میڈیا بھی ان استعماری قوتوں کا آلۂ کار بن کر ان کے ایجنڈے کی تکمیل میں شب و روز مصروف ہے۔ان کی ملٹی نیشنل کمپنیز کو معاشی سپورٹ بھی فراہم کررہا ہے اور ان کی اخلاق باختہ ثقافت کو بھی بھرپور فروغ دے رہا ہے۔ہر سال 14 فروری کو ویلن ٹائن ڈے جیسا فحش تہوار جس کا اسلامی تہذیب سے بعد المشرقین کا سا فاصلہ ہے منایا جانا بھی اسی مغربی غلاظت کا نمونہ اور ذہنی آوارگی کا شاخسانہ ہے۔اس روز ہمارا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا بھی ایک ایسا سماں باندھتا ہے، گویا یہ ہمارا کوئی قومی اور ملی تہوار ہے۔

ویلن ٹائن ڈے کا پس منظر کیا ہے؟ یہ جھوٹی اور نفسانی خواہشات میں لتھڑی ہوئی داستان ہے، جس کی حقیقت کو شیطانی محبت کے متوالے اور شیدائی نہیں جانتے اور نہ جاننے کی کوشش ہی کرتے ہیں، کیونکہ ابلیس لعین ہر برائی کو اتنا خوش نما اور دلفریب بنا کر پیش کرتا ہے کہ انسان کی عقل پر دبیز پردے پڑ جاتے ہیں۔ ویلن ٹائن ڈے کی داستانوں میں کئی تضاد پائے جاتے ہیں---اس دن کے حوالے سے ایک داستان یہ بیان کی جاتی ہے کہ رومی بادشاہ کلاڈیوس دوم نے اپنے کسی مخالف ملک پر قبضہ کرنے کی ٹھانی اور فوجوں کو حملہ کرنے کا حکم دیا لیکن اس فوج کشی کے حوالے سے فوجیوں میں کچھ آمادگی نہ ہوئی تو بادشاہ نے کھوج لگوائی۔کھوجیوں نے بتایا کہ نوجوان سپاہی اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتے۔جنگ کے دوران سپاہیوں کو بچوں سے زیادہ بیویوں کی دوری شدت سے محسوس ہوتی ہے اور جنسی آسودگی میسر نہ ہونے کے سبب ان کا دل اچاٹ رہتا ہے۔چنانچہ کلاڈیوس نے یہ حکم جاری کردیا کہ فوج میں شامل کوئی نوجوان شادی نہیں کرے گا۔اس کا خیال تھا کہ ازدواجی بکھیڑوں سے آزاد رہ کر نوجوان زیادہ بہادری اور بے جگری سے لڑیں گے اور اس طرح فتح یقینی ہوجائے گی، لیکن دوسری طرف ویلن ٹائن نام کا ایک پادری چپکے چپکے نوجوانوں کی شادیاں کرواتا رہا۔بادشاہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے پادری کو جیل بھجوادیا۔وہاں سزا کے دوران میں ایک نئی کہانی شروع ہوگئی۔جیلر کی خوب رو بیٹی ویلن ٹائن پر عاشق ہوگئی اور سلام و پیام کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ابھی یہ معاشقہ اپنے تکمیلی مراحل میں تھا کہ بادشاہ کو اس واقعہ کی بھی اطلاع پہنچ گئی اور اس نے ویلن ٹائن کو سولی پر لٹکا دیا اور اس طرح یہ عاشقِ نامراد دنیا سے رخصت ہوا۔اسے ”شہید محبت“ کا خطاب دیا گیا۔یہ 14 فروری 279ء کا دن تھا۔تب سے اب تک اس دن کو ویلن ٹائن کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔وبسٹر انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے کہ سینٹ ویلن ٹائن کا 14 فروری سے کوئی تعلق نہیں، یہ ایک من گھڑت داستان ہے اور اس کی حقیقت ایک دیومالائی قصے سے زیادہ نہیں۔

اس سے متعلق ایک کہانی یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ تیرہویں صدی عیسوی میں روم میں ویلن ٹائن نام کا ایک پادری تھا جو چرچ کی ایک حسین و جمیل راہبہ پر فریفتہ ہوگیا۔عیسائیت کی تعلیم کے مطابق راہب اور راہبہ کے لئے جنسی اختلاط ممنوع ہے۔اس لئے پادری نے راہبہ کو چکما دیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اگر 14 فروری کی رات میں کوئی راہب اور راہبہ جنسی اختلاط کرلیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔اس طرح راہبہ جھانسے میں آگئی اور دونوں نے جنسی آسودگی حاصل کرلی۔بعد میں جب یہ راز افشاء ہوا تو بادشاہ کلاڈیوس دوم کے حکم سے سینٹ ویلن ٹائن کو سزائے موت دیدی گئی اور یوں اس بدکار کی موت کا دن ویلن ٹائن ڈے کے نام سے ہر سال منایا جانے لگا۔اسی دن کے ضمن میں انسائکلوپیڈیا بریٹانیکا میں سینٹ ویلن ٹائن ڈے کا مختصر سا تعارف درج ہے اور مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ویلن ٹائن ڈے کو آج کل جس طرح عاشقوں کا تہوار LOVERS FESTIVAL کے طور منایا جاتا ہے یا ویلن ٹائن کارڈز کی جو صنف مخالف کو بھیجنے کی رسم چل پڑی ہے اس کا تعلق رومیوں کے دیوتا

لو پر کالیا کے حوالے سے 15 فروری کو منایا جانے والا تہوار ہے۔اس کا سینٹ ویلن ٹائن سے کوئی تعلق نہیں یا پھر اس کا صحیح تعلق پرندوں کی بار آوری MATING SEASONS سے ہے۔

ان داستانوں میں کتنی حقیقت ہے اور کتنی مبالغہ آرائی، یہ ایک الگ بحث ہے، قابل غور پہلو یہ ہے کہ کیا اس نوعیت کے بیہودہ اور لچر قسم کے مغربی تہوار کی آڑ میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کا ایک دوسرے کو Wish کرنا اور محبت کی علامت (Love of Symbol) کے طور پر پھولوں اور کارڈز کے تحفے بھیجنا ہمارے دین میں جائز ہے؟ کیا اسلام میں نکاح کے بغیر نامحرم کی محبت اور آشنائی کا کوئی تصور ہے؟۔ جو دین نامحرم پر جان بوجھ کر دوسری نظر ڈالنے کی سخت ممانعت کرتا ہو، کیا اس میں محبت یا وصل وملاپ کی اجازت ہو سکتی ہے؟

اسلام دین فطرت ہے۔ وہ انسان کے بدنی اور روحانی تقاضوں سے بخوبی واقف ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس نے مرد وعورت کے آزادانہ میل جول پر پابندی اور محرم ونامحرم رشتوں کی حدیں قائم کردی ہیں، تاکہ اسلامی معاشرت عزت وتوقیر اور نفاست وطہارت کی برکات سے فیض یاب ہوتی رہے اور کسی غیر اخلاقی آلائش میں مبتلا نہ ہوجائے۔اسی آلائش اور ذہنی پراگندگی سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک مضبوط ڈھال عورت کا پردہ ہے، جو بے راہ روی کی زندگی سے ایک مسلمان کو بچاتا ہے۔

کسی قوم کے تہوار اس کی تہذیب وثقافت کی شناخت ہوتے ہیں۔اسلام ایک مکمل طرز حیات ہے اور ایک امت ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کی اپنی مذہبی اور ملی روایات ہیں۔اسلام کوئی بانجھ مذہب نہیں ہے، یہ شجر طیبہ ہر نوع کے برگ وبار سے سرسبز وشاداب ہے۔اسی لئے اسلام میں غیروں کی نقالی کرنے کی سخت مذمت کی گئی ہے۔سورآل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۸۵)﴾

”کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے تو اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا“

اسلام صحت مند اور محدود دائرے میں رہتے ہوئے تفریح سے لطف اندوز ہونے یا کسی تہوار کو منانے کو ہرگز برا نہیں سمجھتا- بلکہ اسلام میں تو دو تہوار عیدین کے نام سے منائے جاتے ہیں اور ان کو بہتر طریقے سے منانے کے لئے سنت رسول ﷺ میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ یہ مسلمانوں کے تہوار بھی ہیں اور اتباع سنت کا ایک حصہ بھی۔اسلام صرف ان طور طریقوں اور مشاغل پر پابندیاں عائد کرتا ہے جن کو اختیار کرکے معاشرے کی اخلاقی بنیادوں کے منہدم ہونے کا خطرہ پیدا ہوجائے۔اسلام ہر اس راستے کو مسدود کرتا ہے جو ایک مسلمان کو ذہنی عیاشی کی طرف لے جاتا ہو۔امت مسلمہ کو تو قرآن حکیم میں یہ نوید سنائی گئی ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۱۱۰)﴾ (آل عمران)

”تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے فائدے کے لئے وجود میں لائی گئی ہے، تم نیکی کی تلقین کرتے اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر یقین رکھتے ہو۔“

پھر بھی یہ امت قرآن کی تعلیمات کو بھلا کر فحش کاموں اور اللہ کی نافرمانیوں کی مرتکب ہو کر ان گمراہ قوموں کی نقالی کر رہی ہے جو خود اپنی تہذیب وثقافت سے نالاں ہیں جہاں ایک خاندان کا تصور ہی مٹ چکا ہے۔ان کی مادر پدر آزادی خود ان کے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے، جہاں آدھی رات کو بیٹی کی خواب گاہ سے نشہ میں دھت نوجوان کو نکلتا دیکھ کر بھی باپ بیٹی سے باز پرس نہیں کر سکتا۔شراب وشباب کی کثرت نے ان کی اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا ہے۔آج ہم مسلمان ان کے ہی کلچر میں رنگنا اپنے لئے باعث عزت سمجھتے ہیں۔بقول اقبال

؎ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

اصل بات یہ ہے جب دین چند عقائد ورسومات تک سکڑ کر رہ جائے تو پھر شیطان کو اپنا کام کرنا آسان ہوجاتا ہے۔موجودہ دور کے موروثی مسلمانوں کی اکثریت کے فکر وعمل میں دین کی ہمہ گیریت اور یہ تصور کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے مفقود ہو چکا ہے اور فکر ونظر کی یہی کج روی تمام برائیوں اور فسادات کی جڑ اور بنیاد ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

●●●●●

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر ایک دیندار فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایف اے جامعۃ المحصنات سے دو سالہ دینی کورس کر رکھا ہے، کے لئے دینی مزاج کے حامل خاندان سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4519072

☆ ملک فیملی کو اپنے بیٹے عمر 25 سال، تعلیم حافظ قرآن، عالم دین، ایف اے کے لئے حافظ قرآن، عالمہ اور دنیوی تعلیم سے آراستہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-8842482

☆ لاہور میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم فل کیمسٹری، طالبہ پی ایچ ڈی، حافظہ قرآن، پابند صوم وصلوٰۃ کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-6201693

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے منفرد اسرہ ساہیوال کے رفیق محمد شریف کا بیٹا وفات پا گیا

☆ منفرد اسرہ عارفوالا 2 کے رفیق چودھری وقاص اکرم کی دادی جان خالق حقیقی سے جا ملیں۔

☆ تنظیم اسلامی گلستان جوہر 2 کراچی کے رفیق مبین الرشید کے بڑے بھائی طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔

☆ تنظیم اسلامی نارتھ ناظم آباد کراچی کے نقیب محمد اقبال کا بیٹا روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال کر گیا۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔قارئین ندائے خلافت سے بھی مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیمی اطلاع

حلقہ سرگودھا میں ڈاکٹر جاوید اقبال کا بطور قائم مقام امیر تقرر

امیر حلقہ سرگودھا ڈاکٹر رفیع الدین عمرہ کی ادائیگی کی غرض سے سعودی عرب جا رہے ہیں۔انہوں نے قائم مقام امیر حلقہ کے لیے ڈاکٹر جاوید اقبال کا نام تجویز کیا ہے۔امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 31 جنوری 2013ء میں اس تجویز کو منظور فرمایا۔

USAID IBN HUDHAIR h

The Quran, the word of Allah, exhorts people to truth by compelling them to reflect on the realities of the world. It asks them to ponder over the complexities the world throws and answers the reader in the most comprehensive way. The only condition the Quran puts is that the person should read or listen to the Quran with sound heart, free from any preconceived notion or bias. Only when the person purifies his heart, the Quran penetrates the heart and the person realizes the truth. One may come across many people who knew that the Quran is true but did not accept as their ego had engulfed their hearts. Usaid Ibn Hudhair h , however, was a man of sound judgement and wisdom and he changed completely after listening to the arguments that Musab Ibn Umair h put before him.

Usaid was the leader of the Aus tribe in Madinah and was one of the intellectual men in the city. The story of reversion of Usaid is very interesting as he had become completely annoyed with Musab Ibn Umair, the first emissary of Islam whom the Messenger of Allah a sent to Madinah to teach people Islam. One day while chatting to his friend Sa ad Ibn Muadh, he was told that Musab is converting the people of Madinah and so Sa ad asked him to chase Musab out of Madinah. Usaid immediately got up and rushed to the place where Musab was preaching people about Islam. With a spear in his hand, he asked Musab to leave the city immediately. It was the sheer wisdom and courage of Musab that he did not fear him at all and said to him in a nice and kind manner, Would you please sit down and listen to what I say. If you like it, you may accept it and if you do not like it, I will stop preaching here and leave you alone. Musab s confidence and genuine demand made Usaid think it to be a wise deal and he put his spear aside and sat down with Musab to learn what Islam says. He said, This is a fair deal. Let me hear what you have to say.

He was not known just because of his valour and extra-ordinary combating skills, but he was a man of sound intelligence and wisdom as well so much so that he was called as the Perfect by the people of Madinah. When Musab started reciting the verses of Quran and began explaining to him the principles of Islam, he got highly moved by them. He immediately realized that this Quran is truth and his previous background did not make him at all reluctant in accepting the truth. The moment Musab finished his talk, Usaid exclaimed, How beautiful this is! What do you do if we want to join this faith? Musab replied that one need to clean and purify one s body and clothes and then say the *shahada* (declaration of faith). Usaid immediately got up, excused himself for a while and when he showed up, water was dripping from his hair and he pronounced, I bear witness that there is no god worthy of worship except Allah and Muhammad a is the Messenger of Allah.

The Quran had this effect on many. There were people who were staunch enemies of Islam but when they heard the Quran, they immediately realized that such eloquence and beauty could never come from human beings and hence became sure of its divine origin. One could realize the effect of the Quran from the story of the conversion of Umar Ibn Khattab h who went out with a sword in his hand to kill the Messenger of Allah. However, when he heard the verses of the Quran, he got overwhelmed by them and accepted Islam on the very occasion. The Quran had the similar effect on Umair Ibn Wahb h as well. He was known as the Devil of Quraysh before his

conversion to Islam but the Quran transformed him completely.

The moment Usaid converted to Islam he became its preacher. He had left Sa ad Ibn Muadh and gone to throw Musab out of Madinah but when the truth of Islam won him he came back to Sa ad and wanted to tell him about his conversion and the truth of Islam but he knew that his words would not have much effect on him. He thought that he needed to take him to Musab and hence played a trick on Sa ad by saying that his cousin was in danger and he must go. Sa ad immediately picked up his arms and left for the place but found everything peaceful there. He understood why his friend had brought him to Musab; he started listening to Musab and finally Islam won him too. Hence, Usaid became the cause for bringing Sa ad to the fold of Islam.

There are many other stories of valour and wisdom of Usaid but he is known for his significant advice at the time when the Messenger of Allah a departed from this world. Since the Ummah could not remain without a caliph, all the *sahabas* invested their efforts in selecting the caliph and the body of the Messenger of Allah a remained for two nights and three days before the burial could take place. The discussion to select the caliph turned into a little heated debate. At this time, Usaid gave his valuable advice. He said that the Messenger of Allah a was an emigrant and the *Ansar* were the supporters and hence the caliph should be from the *muhajirun* (emigrant) and the *Ansar* would remain as their supporter.

He departed from this world in 20 *Hijri* and remained renowned for his beautiful recitation of the Holy Quran.

(*Courtesy: Radiance Viewsweekly*)

”آج جو بھولے بستہ میرا“

کراچی کی صورتحال پر ایک آزاد نظم جو دردناک حالات کی عکاسی کرتی ہے

شاہد حفیظ

دیکھو کہ ایک لاش پڑی ہے
لہو میں لتھڑی، خاک آلودہ، بکھری بکھری
غیر یا اپنا، کون ہے جانے
آؤ، دیکھیں اور پہچانیں
نقش مٹا ڈالا گولی نے
رنگت خون میں ڈوب گئی ہے
جیب ٹٹولو، کیا رکھا ہے
یہ دو خون سے تر گجرے ہیں
دس دس کے دو نوٹ رکھے ہیں
ہاتھ جو نیچے دبا ہوا ہے
اس کی سخت گرفت میں کیا ہے؟
شاید ہے اسکول کا بستہ......
یہ ایک پرچہ ہے، خط ہے شاید
ٹوٹی پھوٹی سی اردو میں
رنگیں پنسل کے رنگوں سے، لکھا ہوا ہے......!!
”آج جو بھولے بستہ میرا......؟
کٹی ہو جائے گی آپ سے میری
ٹافی اور بسکٹ بھی لانا......
پیارے ابو جلدی گھر آنا......!!

★★★★★

اجوائن اور بیری کا خالص شہد
فری ہوم ڈلیوری: 0322-4371473